بسم اللہ الرحمن الرحیم · نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم · وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

جلد 46 · شمارہ 27

ہفت روزہ

بدر

قادیان

The Weekly BADR Qadian

ایڈیٹر
منیر احمد خادم
نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

Postal Registration No:p/GDP-23

شرح چندہ
سالانہ 150 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر امریکن۔ بذریعہ بحری ڈاک 10 پونڈ یا 20 ڈالر امریکن

27 صفر 1418 ہجری 3 وفا 1376 ہش 3 جولائی 1997ء

اخبار احمدیہ

لندن ۲۰ر جون مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں اور ان دنوں بیرونی ممالک کے دورہ پر اہم دینی امور کی انجام دہی میں ہمہ تن مصروف ہیں۔

احباب کرام پیارے آقا کی صحت و تندرستی درازی عمر مقاصد عالیہ میں کامیابی خصوصی حفاظت اور سفر و حضر میں خیر و عافیت کیلئے دعائیں کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ پیارے آقا کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور معجزانہ رنگ میں ہر قدم پر تائیدات و نصرتوں سے نوازے۔ آمین۔

جلسہ سالانہ برطانیہ

۲۵/۲۶/۲۷ جولائی

بروز جمعہ۔ ہفتہ۔ اتوار منعقد ہوگا

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امسال جلسہ سالانہ برطانیہ ۲۵/ ۲۶/ ۲۷ جولائی بروز جمعہ۔ ہفتہ۔ اتوار منعقد ہوگا۔ جس میں حضور انور کے عالمگیر خطبات کے علاوہ عالمی بیعت کا پروگرام بھی ٹیلی کاسٹ ہوگا۔ انشاء اللہ (ادارہ)

گالیاں دینا اور بدزبانی کرنا طریق شرافت نہیں ہے

درد دل سے ایک دعوت قوم کو

(ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

اے میری قوم! خدا تیرے پر رحم کرے خدا تیری آنکھیں کھولے یقین کر کہ میں مفتری نہیں ہوں خدا کی ساری پاک کتابیں گواہی دیتی ہیں کہ مفتری جلد ہلاک کیا جاتا ہے اس کو وہ عمر ہرگز نہیں ملتی جو صادق کو مل سکتی ہے۔ تمام صادقوں کا بادشاہ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس کو وحی پانے کیلئے ۲۳ برس کی عمر ملی۔ یہ عمر قیامت تک صادقوں کا پیمانہ ہے۔ اور ہزاروں لعنتیں خدا کی اور فرشتوں کی اور خدا کے تمام پاک بندوں کی اس شخص پر ہیں جو اس پاک پیمانہ میں کسی خبیث مفتری کو شریک سمجھتا ہے اگر قرآن کریم میں آیت لو تقول بھی نازل نہ ہوتی اور اگر خدا کے تمام پاک نبیوں نے نہ فرمایا ہوتا کہ صادقوں کا پیمانہ عمر وحی پانے کا کاذب کو نہیں ملتا تب بھی ایک سچے مسلمان کی وہ محبت جو اپنے پیارے نبی ﷺ سے ہونی چاہئے کبھی اس کو اجازت نہ دیتی کہ وہ یہ بے باکی اور بے ادبی کا کلمہ منہ پر لا سکتا کہ یہ پیمانہ وحی نبوت یعنی ۲۳ برس جو آنحضرت ﷺ کو دیا گیا یہ کاذب کو بھی مل سکتا ہے پھر جس حالت میں قرآن شریف نے صاف لفظوں میں فرما دیا کہ اگر یہ نبی کاذب ہوتا تو یہ پیمانہ عمر وحی پانے کا اس کو عطا نہ ہوتا۔ اور توریت نے بھی یہی گواہی دی اور انجیل نے بھی یہی۔ تو پھر کیسا اسلام اور کیسی مسلمانی ہے کہ ان تمام گواہیوں کو صرف میرے بغض کیلئے ایک ردی چیز کی طرح پھینک دیا گیا۔ اور خدا کے پاک قول کا کچھ بھی لحاظ نہ کیا میں سمجھ نہیں سکتا کہ یہ کیسی ایمانداری ہے کہ ہر ایک ثبوت جو پیش کیا جاتا ہے اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے اور وہ اعتراضات بار بار پیش کرتے ہیں جن کا صدہا مرتبہ جواب دیا گیا ہے اور جو صرف میرے پر ہی نہیں ہیں بلکہ اگر اعتراض ایسی باتوں کا ہی نام ہے جو میری نسبت بطور نکتہ چینی ان کے منہ سے نکلتے ہیں تو ان میں تمام نبی شریک ہیں میری نسبت جو کچھ کہا جاتا ہے پہلے سب کچھ کہا گیا ہے۔ ہائے! یہ قوم نہیں سوچتی کہ اگر یہ کاروبار خدا کی طرف سے نہیں تھا تو کیوں عین صدی کے سر پر اس کی بنیاد ڈالی گئی اور پھر کوئی بتلا نہ سکا کہ تم جھوٹے ہو اور سچا فلاں آدمی ہے۔ ہائے یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ اگر مہدی معہود موجود نہیں تھا تو کس کے لئے آسمان نے خسوف کسوف کا معجزہ دکھلایا۔ افسوس یہ بھی نہیں دیکھتے کہ یہ دعویٰ بے وقت نہیں۔ اسلام اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر فریاد کر رہا تھا کہ میں مظلوم ہوں۔ اور اب وقت ہے کہ آسمان سے میری نصرت ہو۔ تیرھویں صدی میں ہی دل بول اٹھے تھے کہ چودھویں صدی میں ضرور خدا کی نصرت اور مدد آئے گی بہت سے لوگ قبروں میں جا سوئے جو رو رو کر اس صدی کی انتظار کرتے تھے اور جب خدا کی طرف سے ایک شخص بھیجا گیا تو محض اس خیال سے کہ اس نے موجودہ مولویوں کی ساری باتیں تسلیم نہیں کیں۔ اس کے دشمن ہو گئے مگر ہر ایک خدا کا فرستادہ جو بھیجا جاتا ہے ضرور ایک ابتلا ساتھ لاتا ہے۔ حضرت عیسیٰ جب آئے تو بدقسمت یہودیوں کو یہ ابتلا پیش آیا کہ ایلیا دوبارہ آسمان سے نازل نہیں ہوا۔ اور ضرور تھا کہ پہلے ایلیا آسمان سے نازل ہوتا تب مسیح آتا۔ جیسا کہ ملاکی نبی کی کتاب میں لکھا ہے اور جب ہمارے نبی ﷺ مبعوث ہوئے تو اہل کتاب کو یہ ابتلا پیش آیا کہ یہ نبی بنی اسرائیل میں سے نہیں آیا اب کیا ضرور نہ تھا کہ مسیح موعود کے ظہور کے وقت بھی کوئی ابتلا ہو۔ اور اگر مسیح موعود تمام باتیں اسلام کے ۷۳ فرقہ کی مان لیتا تو پھر کن معنوں سے اس کا نام حکم رکھا جاتا۔ کیا وہ باتوں کو ماننے آیا تھا یا منوانے آیا تھا؟ تو اس صورت میں اس کا آنا بھی بے سود تھا سو اے قوم! تم ضد نہ کرو ہزاروں باتیں ہوتی ہیں جو قبل از وقت سمجھ نہیں آتیں۔ ایلیا کے دوبارہ آنے کی اصل حقیقت حضرت مسیح سے پہلے کوئی نبی سمجھا نہ سکا تا یہود حضرت مسیح کے ماننے کیلئے تیار ہو جاتے ایسا ہی اسرائیلی خاندان میں سے خاتم الانبیاء آنے کا خیال جو یہود کے دل میں مرکوز تھا اس خیال کو بھی کوئی نبی پہلے نبیوں میں سے صفائی کے ساتھ دور نہ کر سکا۔ اسی طرح مسیح موعود کا مسئلہ بھی مخفی چلا آیا تا سنت اللہ کے موافق اس میں بھی ابتلا ہو۔ بہتر تھا کہ میرے مخالف اگر ان کو ماننے کی توفیق نہیں دی گئی تھی تو بارے کچھ مدت زبان بند رکھ کر اور کف لسان اختیار کر کے میرے انجام کو دیکھتے اب جس قدر عوام نے بھی گالیاں دیں یہ سب گناہ مولویوں کی گردن پر ہے۔ (باقی صفحہ ۸ کالم نمبر ۱-۲ پر ملاحظہ فرمائیں)

جوں جوں جلسہ برطانیہ کا وقت قریب آرہا ہے ہمیں اپنے کام کی رفتار کو تیز تر کرنے کی ضرورت ہے

جو قومیں آپ میں داخل ہو رہی ہیں ساتھ ساتھ ان کو فیض پہنچانا بھی ضروری ہے

سب سے بڑھ کر فیض یہ ہے کہ جو مانگنے والا ہاتھ ہے اسے عطا کرنے والا ہاتھ بنائیں

(خلاصہ خطبہ جمعہ۔ ۳۰ر مئی ۱۹۹۷ء)

لندن ۳۰ر مئی۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا کہ اس سال کے ختم ہونے میں چند ماہ رہ گئے ہیں۔ اور اس صدی کے اختتام میں چند سال رہ گئے ہیں۔ حضور نے اس سال کی بعض ایسی باتوں کی طرف توجہ دلائی جن کا بالآخر اگلی صدی پر دیر تک اثر پڑے گا۔ حضور نے فرمایا کہ جماعت میں تبلیغ کے میدان بہت وسیع ہو گئے ہیں وہ باتیں جن کا پہلے خواب و خیال میں بھی تصور نہیں ہو سکتا تھا اب حقیقت کی باتیں ہیں۔ اتنی تیزی سے خدا نے پیمانے بدلے ہیں اور اس تیزی سے ذمہ داریاں بھی بڑھ رہی ہیں کہ ساتھ ساتھ یہ بتانا پڑتا ہے کہ اگر قرآن کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق عمل کریں گے تو ان پھیلتے ہوئے سلسلوں کو سمیٹنے کی صلاحیت اللہ تعالیٰ آپ کو (باقی صفحہ ۸ کالم نمبر ۳ پر ملاحظہ فرمائیں)

جلسہ سالانہ قادیان ۹۷ء

سیدنا امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۰۶ ویں جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کیلئے ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰ (جمعرات۔ جمعہ۔ ہفتہ) فتح ۱۳۷۶ ہش (دسمبر ۱۹۹۷ء) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ ابھی سے اس بابرکت جلسہ میں شمولیت کیلئے تیاری شروع کر دیں۔ اور اس جلسہ کی کامیابی کیلئے دعا کرتے رہیں۔

مجلس مشاورت

:- اسی طرح جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی نویں مجلس مشاورت کیلئے سیدنا حضور انور نے ۲۱ر دسمبر ۹۷ء (بروز اتوار) کی تاریخ کی منظوری عطا فرما دی ہے امراء کرام صدر صاحبان سے گزارش ہے کہ شوریٰ کیلئے تجاویز اور نمائندگان کی اطلاع ۳۰ر اکتوبر ۹۷ء تک سیکرٹری شوریٰ کو بھجوا دیں۔

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: نگران بورڈ بدر قادیان

کاش تم عبرت حاصل کرو۔!

(۲)

گزشتہ شمارہ میں ہم واضح ثبوتوں سے لکھ چکے ہیں کہ پنڈت لیکھرام کی سخت قسم کی گالیوں اور دشنام طرازیوں اور اپنے متعلق گستاخی سے خدائی الہام طلب کرنے کے جواب میں ہی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے خبر پاکر لیکھرام کو باخبر کیا تھا کہ اس کی شوخیوں، گستاخیوں اور خدا اور اس کے مقدس نبیوں اور کتابوں کو جھوٹا اور مکار لکھنے کی پاداش میں خدا نے مجھے بتایا ہے کہ چھ سال کے عرصہ میں اس کی ہلاکت عمل میں آئے گی چنانچہ اس الٰہی پیش خبری کے مطابق لیکھرام ۶؍ مارچ ۱۸۹۷ کو لاہور میں ایک نامعلوم شخص کے ہاتھوں قتل ہوا۔

اس پر آریہ ساجیوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اقدام قتل کا شبہ ظاہر کیا اور حضور علیہ السلام نے جواباً فرمایا کہ

"اگر کوئی بہادر کلیجہ والا آریہ ہے جو اس طور سے تمام دنیا کو شبہات سے چھڑادے تو اس طریق کو اختیار کرے" (اشتہار ۱۵؍ مارچ ۱۸۹۷ء)

تاکہ سچ جھوٹ کا فیصلہ ہو جائے لیکن اُس دور میں کسی آریہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ چیلنج قبول کرنے کی جرأت نہیں ہوئی۔

گزشتہ مضمون میں ہم نے یہ بتایا تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے صرف ایک لیکھرام کی ہلاکت کی ہی خبر نہیں دی تھی کہ اس کی ہلاکت پر یہ شبہ ظاہر ہو بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو لاکھوں انذاری اور تبشیری نشانات عطا فرمائے ہیں جن میں سے کئی تو اپنے وقت پر پورے ہو چکے ہیں اور بعض آئندہ زمانے میں انشاء اللہ پورے ہوتے رہیں گے۔

چنانچہ اس سلسلہ میں ہم سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی دو ایسی پیشگوئیاں اپنے قارئین کے سامنے رکھتے ہیں جن سے سچے دین اسلام اور حضور علیہ السلام کی صداقت روزروشن کی طرح ثابت ہو جاتی ہے۔

حضور علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ۱۸۸۶ء میں الہاماً فرمایا تھا۔

"تیری نسل بہت ہو گی اور میں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا مگر بعض ان میں سے کم عمری میں بھی فوت ہوں گے اور تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی اور ہر ایک شاخ تیرے جدی بھائیوں کی کاٹی جائے گی اور وہ جلد لاولد رہ کر ختم ہو جائیں گے"۔ (اشتہار ۲۰؍ فروری ۱۸۸۶ء)

اسی طرح عربی میں الہام ہوا۔

ينقطع ابائك ويبدؤ منك

یعنی۔ اب سے تیرے باپ دادے کا ذکر منقطع ہو جائے گا اور خدا تجھ سے شروع کرے گا۔ (انجام آتھم)

چنانچہ یہ ایک روشن حقیقت ہے کہ ۱۸۸۶ء کے الہام کے وقت حضور علیہ السلام کے جو چچازاد بھائی اور دیگر رشتہ دار موجود تھے۔ اُن میں سے صرف اور صرف اسی کی نسل چلی ہے جو آپ پر ایمان لایا ہے اور جو آپ پر ایمان نہ لائے وہ جسمانی نسل سے محروم رہے دوسری طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبارک نسل کی تعداد اس وقت سینکڑوں میں پہنچ چکی ہے اور دنیا کے کئی ملکوں میں پھیل چکی ہے۔

یہ تو تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام دوسری طرف لیکھرام کو اس کے پرمیشر کی طرف سے جو الہام ہوا وہ درج ذیل ہے۔

☆"آپ کی ذریت بہت جلد منقطع ہو جائے گی غایت درجہ تین سال تک شہرت رہے گی"

☆"خدا کہتا ہے کہ چند روز تک قادیان میں نہایت ذلت و خواری کے ساتھ کچھ تذکرہ رہے گا پھر معدوم محض ہو جائے گا"

یہ سب الہامات پنڈت لیکھرام کو بقول اس کے خدا کی طرف سے ہوئے چنانچہ وہ لکھتا ہے۔

"آج مبارک دن پھاگن سری ایکادسی سمت ۴۲ بکرمی کو جو صفائی وقت میسر ہو کر پھر گزر ہوا تو آپ کی تصدیق کلام کیلئے بارگاہ تعالیٰ میں جو عرض کرنا چاہا تو ابھی غلام احمد ہی میری زبان پر گزرا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے نہایت جلال سے فرمایا (یعنی حضور علیہ السلام ناقل) روز ازل میں مکار وغدار اور مفتری پیدا کیا گیا ہے (نعوذ باللہ) (کلیات آریہ مسافر صفحہ ۴۹۹)

اب ۱۸۸۶ سے لیکر پنڈت لیکھرام کے ان الہامات کو ایک سو گیارہ سال کا عرصہ ہو چکا ہے۔ سب دنیا جانتی ہے کہ۔

☆حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسل اس وقت تمام دنیا میں آسمان کے ستاروں کی طرح پھیل چکی ہے۔

☆آپ کی جماعت کے افراد ہی نہیں بلکہ آپ کی مبارک نسل بھی اس وقت دنیا کے کئی ممالک میں پھیلی ہوئی ہے۔

☆آپ کا نام قادیان سے نکل کر اس وقت دنیا کے ۱۵۶ ملکوں میں پھیل چکا ہے۔ نیکن ہائے افسوس۔

☆پرمیشر کا نام لیکر الہام بنانے والے ویدوں کے وکیل پنڈت لیکھرام کا ایک ہی بیٹا پیدا ہوا جو اس کی آنکھوں کے سامنے ۱۸۹۶ میں مر گیا۔

☆اس کے بعد پھر کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

☆آج تمام دنیا تو ایک طرف صرف چند لوگوں کو ہی پنڈت موصوف کا نام معلوم ہے۔ بلکہ تعجب کی بات تو یہ ہے کہ لیکھرام کی سوسالہ شتابدی کے موقع پر چند سو لوگ جو قادیان میں اکٹھے گئے تھے ان میں سے بھی ۸۰ فیصد لیکھرام کے بارے میں نہیں جانتے تھے۔

☆پس حقیقت ہے کہ آج اگر لیکھرام کا نام زندہ ہے تو صرف قادیان کی وجہ سے یہی وجہ ہے کہ یہ بلیدان شتابدی بھی اسی جگہ منائی گئی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات صادقہ کو یاد کر کے اس کے ذریعہ ہمارے ایمانوں کو مضبوطی حاصل ہوئی۔

آریہ حضرات کہتے ہیں کہ کسی کو مارنے کی پیشگوئی کرنا کیا اللہ کا کام ہے لیکن وہ یہ بھول گئے کہ ایسی پیشگوئی واضح رنگ میں پہلے پنڈت لیکھرام نے ہی کی تھی چنانچہ اس نے حضور علیہ السلام کے متعلق لکھا۔

تین سال کے اندر ہیضہ سے مر جائے گا کیونکہ "کذاب ہے" (کلیات آریہ مسافر)

اب کوئی بھی انصاف پسند آریہ لیکھرام کے ان الہامات کو ایک طرف رکھ لے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام کو دوسری طرف رکھ لے اور موازنہ کر کے دیکھے کہ سچ کیا ہے اور جھوٹ کیا ہے خدا کی تائید کس کے ساتھ رہی اور خدا کی مار کس کو پڑی۔

جہاں تک سو سال میں آریہ سماج کی تعلیمات کے اثر کا سوال ہے تو اس سلسلہ میں بعض آریہ سماجی معترضین نے شتابدی کے موقع پر تقسیم کی گئی کتب میں فخریہ چند ایسے مسلمانوں کے نام بتائے ہیں جنہیں گزشتہ سو سال میں آریہ سماج کی طرف سے شدھ کیا گیا ایسے تمام نام اگر شمار کر لئے جائیں تو دو تین درجن سے زیادہ نہیں ہوں گے۔ اس طرح یہ بھی فخریہ لکھا گیا ہے کہ بہت سے مسلمانوں کو قبر پوجا وغیرہ سے چھٹکارا دلایا گیا لیکن ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ آریہ سماج کی یہ تنظیم جس کو بانئ تنظیم سوامی دیانند جی کے بعد سو سال سے زائد کا عرصہ ہو گیا ہے اس عرصہ میں کتنے کروڑ سناتن دھرمی ہندوؤں کو مورتی پوجا سے نجات دلا سکی ہے۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ سو سال گزر جانے کے بعد بھی اصل ہندو جو سناتن دھرمی کہلاتے ہیں ان کی تعداد کروڑوں میں ہے۔ ان پر آریہ سماجیوں کی مورتی پوجا کے کھنڈن کی تعلیم کا ذرہ بھی اثر نہیں اور وہ آریہ سماجیوں کو اصل ہندو دھرم سے بھٹکا ہوا خیال کرتے ہیں آج بھی ان کے مندروں میں شولنگ اور گنیش جی کی اور ہزاروں قسم کی مورتیوں کی پوجا نہایت عقیدت سے کی جاتی ہے اور جب آریہ سماجی حضرات ان کے سامنے نیوگ کی تعلیم پیش کرتے ہیں تو وہ اس فخریہ پیشکش کو نفرت سے ٹھکرا دیتے ہیں پس آریہ سماجی حضرات کو دوسروں کے گھروں میں مداخلت کرنے سے پہلے اپنے گھر کی خبر لینی چاہئے۔

اس موقع پر ہم یہ بھی لکھنا چاہتے ہیں کہ آریہ سماجیوں کے سوسالہ جلسے کے موقع پر قادیان میں جو لٹریچر تقسیم کیا گیا اس میں نہایت جھوٹے رنگ میں صرف اور صرف اشتعال دلانے کیلئے بعض باتیں لکھی گئی ہیں۔ اس موقع پر ہم صرف ایک مثال پیش کرتے ہیں کہ کیلنڈر کی شکل میں لیکھرام کی جیونی پر مشتمل بعض امور جو جگدیش متر منڈل پتی آریہ ور دل روہتک نے شائع کئے ہیں اس میں لکھا ہے کہ

"پنڈت لیکھرام کا بلیدان ۶؍ مارچ ۱۸۹۷ کو قادیان میں ایک مسلمان کے ذریعہ ہوا"

حالانکہ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ پنڈت موصوف کا قتل قادیان میں نہیں بلکہ لاہور میں ہوا اور مارنے والا شخص بقول آریہ صاحبان پہلے ہندو تھا پھر مسلمان ہوا اور پھر آریہ سماجی ہونے کا خواہشمند تھا۔ یہ تحریر کہ پنڈت لیکھرام کا بلیدان قادیان میں کسی مسلمان کے ذریعہ ہوا صاف معلوم ہوتا ہے کہ صرف اشتعال دلانے کیلئے لکھی گئی ایک جھوٹی تحریر ہے تاکہ قادیان کی امن و آشتی کی فضا کو مسموم کیا جائے۔ - - !

(منیر احمد خادم)

آغاز تحریک جدید

تحریک جدید کے پیش کرنے کے موقعہ کا انتخاب ایسا اعلیٰ انتخاب تھا جس سے بڑھ کر کوئی اعلیٰ انتخاب ہو نہیں سکتا! اور خدا تعالیٰ نے مجھے اپنی زندگی میں جو خاص کامیابیاں اپنے فضل سے عطا فرمائی ہیں ان میں ایک اہم کامیابی تحریک جدید کو عین وقت پر پیش کر کے مجھے حاصل ہوئی اور یقیناً میں سمجھتا ہوں جس وقت میں نے یہ تحریک کی وہ میری زندگی کے خاص مواقع میں سے ایک موقعہ تھا اور میری زندگی کی ان بہترین گھڑیوں میں سے ایک بہترین گھڑی تھی جب مجھے اس عظیم الشان کام کی بنیاد رکھنے کی توفیق ملی"۔ (حضرت المصلح الموعودؓ)

(از ماہنامہ خالد فروری ۹۷ء)

منظوری قائدین علاقائی برائے سال ۹۶ـ۹۷

مکرم عبدالحمید کریم صاحب آف کلکتہ کو بطور قائد علاقائی مجلس خدام الاحمدیہ صوبہ بنگال و آسام اور محمود احمد صاحب پرویز آف کالا بن لوہار کو بطور قائد علاقائی جموں مقرر کیا گیا ہے۔ متعلقہ مجالس مطلع رہیں اور بھرپور تعاون فرمائیں۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

خطبہ جمعہ

نیکیوں کو نور بنا دینے والا نسخہ یہی ہے کہ ہر نیکی کی نیت میں اللہ تعالیٰ کی محبت اثر انداز ہو

مشرقی یورپ میں جماعت کی بڑھتی ہوئی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ۱۵ لاکھ ڈالرز کی نئی تحریک

وقف جدید کے ۴۲ویں سال کے آغاز کا اعلان

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۲۷ دسمبر ۱۹۹۶ء مطابق ۲۷ فتح ۱۳۷۵ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم* الحمد لله رب العٰلمين* الرحمٰن الرحيم* مٰلك يوم الدين* إياك نعبد وإياك نستعين* اهدنا الصراط المستقيم* صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين*﴾

إِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ﴿١٩﴾
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ۖ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ ۭ
وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿٢٠﴾

(سورہ الحدید آیات ۱۹، ۲۰)

آج کا خطبہ جیسا کہ میں نے کل ہندوستان کے جلسے کے ابتدائی خطاب میں ذکر کیا تھا وقف جدید کے مضمون کے لئے وقف ہے۔ پرانا دستور یہی چلا آرہا ہے کہ یا تو سال کے آخری خطبے میں وقف جدید کے سال نو کا آغاز ہوتا ہے یا اس سے آئندہ سال کے آغاز میں پہلے خطبے میں۔ جب میں ہندوستان گیا تھا تو یہی تاریخ تھی، یہی دن جب میں نے وہاں ۱۹۹۱ء میں وقف جدید کے نئے سال کے آغاز کا اعلان کیا تھا اب یہ دونوں جلسے بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عجیب تصرف ہے کہ وہی دن ہیں اور وہی تاریخیں ہیں اور جو بھی برکتیں ان میں مضمر ہونگی وہ ہماری وہمی نہیں بلکہ عملاً اللہ تعالیٰ ان برکتوں کو دکھائے گا تو ہمارا یقین اور ایمان خدا تعالیٰ پہ اور بھی زیادہ جلا پائے گا۔

وقف جدید کی تحریک کا آغاز تو ۱۹۵۸ء سے ہے یا ۵۷ء کے آخر سے اور اس پہلو سے ایک لمبے زمانے سے یہ تحریک چلی آرہی ہے مگر بیرون پاکستان چندوں کے لحاظ سے اسے ممتد کرنے کا آغاز چند سال پہلے ہوا۔ جب میں نے یہ تحریک کی تو اس وقت میرے ذہن میں یہ نہیں تھا کہ اتنی بڑی ضرورتیں پیدا ہونے والی ہیں کیونکہ تبلیغ جاری تو تھی مگر دھیمی دھیمی اور اس میں وہ نئی حرکت اور نئی سرعت پیدا نہیں ہوئی تھی جو اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے پیدا ہو چکی ہے اور تبلیغ ہی کے تقاضے ہیں جن کو پورا کرنے کے لئے نئے مالی تقاضے ابھرے اور اس کی وجہ سے عام چندوں تک محدود رہتے ہوئے وہ ضرورتیں پوری نہیں ہو سکتی تھیں۔ مثلاً وقف جدید کے تعلق میں میں نے یہ اعلان کیا تھا کہ ہندوستان کی جماعتیں چونکہ ابھی غریب ہیں اور تقسیم کے بعد ان کو بہت بڑا دھکا لگا تھا جس سے ابھی تک وہ سنبھلی نہیں اس لئے وہاں کی وقف جدید کی ضرورتیں ان کے چندے کی صلاحیت کے مقابل پر بہت زیادہ ہیں۔

اسی طرح افریقہ کی جماعتیں چونکہ بیشتر غریب ہیں نہ وہ پوری طرح اپنے چندوں میں خود کفیل ہیں، نہ وقف جدید کی طرز کا نظام وہاں جاری کرنے سے یا وقف جدید کی نہج پر ان کی تعلیم و تربیت کرنے کے لئے ہمارے پاس وہاں کوئی ایسے ذرائع مہیا ہیں کہ ہم ملکی طور پر ہی ان ضرورتوں کو پورا کر سکیں اس لئے میں نے یہ تحریک کی کہ مغربی ممالک بالخصوص اور بیرونی ممالک بالعموم اس تحریک میں شامل ہو جائیں اور محض پاکستان ہی کو یہ اعزاز نہ رہے کہ وہ اکیلا یا ہندوستان اور پاکستان دونوں یا بنگلہ دیش یہ تینوں دراصل کہنے چاہئیں تھے مجھے، کہ ان تینوں میں یہ اعزاز نہ رہے کہ یہ تو ایک ایسی تحریک میں حصہ لے رہے ہیں جو خالصتاً للہ ایک عظیم مقصد کے لئے قائم کی گئی اور باقی جماعتیں دنیا کی محروم رہ گئی ہیں۔

جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے مجھ پر یہ امر واضح نہیں تھا کہ کوئی حقیقی ضرورت ایسی ابھری ہے جس کو پورا کرنے کے لئے یہ تحریک کی جائے اور اندازہ تھا کہ یہ ضرورتیں بڑھ رہی ہیں اس لئے آمد کے ذرائع بھی بڑھنے چاہئیں۔ لیکن بعد کے حالات سے پتہ چلا کہ یقیناً یہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہی سے تحریک دل میں ڈالی گئی تھی کیونکہ اچانک تبلیغ میں ایسی سرعت پیدا ہو گئی اور دنیا کا رجحان احمدیت کی طرف اس تیزی سے بڑھنے لگا کہ ان کو تبلیغ کرنے کا تو الگ مسئلہ، ان کی تربیتی ذمہ داریوں کو سنبھالنے کے لئے بہت بڑی مالی ضروریات درپیش تھیں۔ کیونکہ انہی میں سے مبلغ نکالنا، ان کی تربیت کے سامان کرنا، ان کو جگہ جگہ جلسوں کے ذریعہ اور تربیتی کلاسز کے ذریعہ اس دین کی تفصیل سمجھانا جس کو عموماً بغیر سمجھے عامتہ الناس قبول کرتے ہیں اور یہ معاملہ صرف احمدیت کے لئے خاص نہیں دنیا کے ہر مذہب کا یہی حال ہے۔ عامتہ الناس عموماً ایک عقیدے کو تسلیم کر لیتے ہیں۔ بعض نشانات کو دیکھ کر، بعض رجحانات کو دیکھ کر اور بعض دفعہ آسمان سے ایسے تائیدی نشان ظاہر ہو رہے ہوتے ہیں جن کو دیکھنے سے وہ یقین کر لیتے ہیں کہ یہ سچا سلسلہ ہے مگر اس کے عقائد کی تفصیل، اس پر عمل کرنے کے جو طریق ہیں ان سے بسا اوقات ناواقف رہتے ہیں۔ اسی لئے قرآن کریم نے وہ نظام جاری فرمایا کہ اپنے مرکز میں پہلے مختلف قوموں کے نمائندوں کو بلاؤ جو مسلمان ہو چکے ہیں۔ ان کو بلاؤ، ان کو وہاں ٹھہراؤ، ان کی تعلیم و تربیت کرو اور پھر واپس بھیجو تاکہ وہ اپنے اپنے مقامات پر جا کر خدمت دین کا کام بہتر طریق پر سرانجام دے سکیں۔ یہ ضروریات تھیں جن کے لئے خدا تعالیٰ نے مغربی جماعتوں کو یعنی آزاد ایسے ملکوں کو جو نسبتاً ترقی یافتہ ہیں ان کو بھی اس تحریک میں شمولیت کی توفیق بخشی اور اللہ تعالیٰ نے اس کے بہت ہی اعلیٰ پھل ہمیں دکھائے اور ایسے جن کا ہمارے ذہن میں کہیں دور کے گوشوں میں بھی کوئی تصور نہیں تھا۔ لیکن اس کی تفصیل میں جانے سے پہلے میں قرآن کریم کی ان آیات کا ترجمہ آپ کے سامنے رکھتا ہوں اور مختصراً ان کے مضامین کو آپ کے سامنے کھولنے کی کوشش کروں گا۔

"ان المصدقین والمصدقات" یقیناً صدقہ دینے والے اور صدقہ دینے والیاں "واقرضوا اللہ قرضاً حسنا" یعنی وہ لوگ جن کے صدقے سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے اللہ کی خاطر اللہ کو قرضہ حسنہ کے طور پر کچھ دیا ہے یہ وہ لوگ ہیں جن کے متعلق فرمایا "یضٰعف لھم" ان کے لئے بڑھایا جائے گا۔ کیا بڑھایا جائے گا یہ بات مبہم چھوڑ دی گئی ہے اور یہ مبہم چھوڑنا دو طریق پر ہوا کرتا ہے۔ بعض لوگ جن کی نیتیں خراب ہوں وہ مجمل وعدہ کر دیا کرتے ہیں، مبہم سا وعدہ کر لیتے ہیں تاکہ ہم پھر پکڑے نہ جائیں۔ جب نہ پورا کرنے کو دل چاہے تو کہتے ہیں ہم نے یہی کہا تھا نا کہ کچھ دیں گے تو کچھ دے دیں گے۔ یہ کب کہا تھا کہ کب دیں گے اس لئے کوئی مطالبہ نہ کرو ہم سے۔ مگر جو کریم ہو، جو بے انتہا احسان کرنے والا ہو وہ جب مجمل وعدہ کرتا ہے تو مراد یہ ہے کہ اس سے بہت زیادہ دیں گے جو تم سمجھ رہے ہو اس لئے معین کر کے ہم اپنے ہاتھ نہیں باندھتے۔ حسب حالات، تمہارے اخلاص کے تقاضوں کے مطابق جتنا چاہیں گے اور اتنا دیتے چلے جائیں گے مگر جو بھی دیں گے تمہاری توقعات سے بڑھ کر دیں گے۔ خدا تعالیٰ کے وعدوں میں یہ چیز شامل ہوتی ہے اس کے سوا ایک بھی خدا کا وعدہ نہیں ملتا جو محسنین سے یا اس کی راہ میں خدمت کرنے والوں سے کیا گیا ہو اور اس میں ان توقعات سے بڑھ کر دینے کا مضمون شامل نہ ہو۔ چنانچہ فرمایا "یضٰعف لھم" ان کے لئے بڑھا دیا جائے گا۔ "ولھم اجر کریم" اور ان کے لئے معزز اجر بھی ہوگا۔ یعنی اجر کریم سے مراد جیسا کہ ایک اور آیت کے حوالے سے میں نے بیان کیا تھا ان کو اموال ہی میں برکت نہیں دی جائے گی، ان کی عزتوں میں بھی برکت دی جائے گی، ان کو معزز بنایا جائے گا۔ اور کریم سے مراد سخی بھی ہے۔ وہ شخص جو اعلیٰ اقدار کی خاطر دل کھول کے خرچ کرتا ہے۔ تو اجر کریم خدا سے متوقع ہے اور وہ اجر کریم ان کو بھی کریم بنانے والا ہوگا۔

"والذین آمنوا باللہ و رسلہ اولٰئک ھم الصدیقون والشھدآء عند ربھم" اب یہاں لفظ صدیق کا استعمال اتفاقی نہیں ہے۔ دیکھیں نبوت کا یہاں ذکر نہیں ملتا۔ صدیق اور اسکے بعد شہداء کا ذکر فرمایا اور "مصدقین" اور "مصدقات" کا مادہ وہی ہے جو صدیق ہے۔ اور "مصدقات" اور "مصدقین" میں

جو باب استعمال فرمایا گیا ہے اس میں کچھ مبالغے کے معنی ضرور پائے جاتے ہیں۔ وہ لوگ جو بکثرت صدقہ دینے والے ہیں، جو بکثرت صدقہ دینے والیاں ہیں وہ چونکہ اپنے نیک اعمال میں اور خدا کی خاطر دل کھولنے میں ایک نمایاں منصب پا گئے، نمایاں صورت اختیار کر گئے اس لئے اللہ کی طرف سے بھی ان سے نمایاں اجر کا وعدہ ہونا چاہئے تھا۔ پس جہاں اجر کریم فرمادیا اس سے اگلی آیت ہی میں ایک ایسا مضمون بیان فرمایا ہے جو نبوت سے نیچے سب سے اعلیٰ منصب کا وعدہ کر رہا ہے۔

چنانچہ فرمایا "والذین آمنوا باللہ ورسلہ" جو اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور اس کے رسولوں پر یعنی یہی لوگ ہیں جن کی ایک مزید تعریف یہ فرمادی گئی ہے کہ ان کا خرچ محض اپنی ذاتی کرامت سے نہیں ہے بلکہ اللہ اور رسول پر ایمان کے نتیجے میں یہ پیدا ہوا ہے۔ فرمایا "ھم الصدیقون والشھدآء" اس معیار کے لوگ وہ ہیں جن کو ہم صدیق شمار فرمائیں گے۔ اور اس سے بڑا اجر کریم اور کیا ہو سکتا ہے پھر کہ صدیقیت کا مقام پا جائیں اور صدیقیت کا مقام خدا کی راہ میں خرچ بڑھانے کے نتیجے میں اور پھر "لھم اجرھم ونورھم" پیچھے جب تحریک جدید کے سال کا آغاز کرتے ہوئے میں نے قرآن کریم کی ایک آیت آپ کے سامنے رکھی تھی اس میں بھی نور کا وعدہ تھا، اس آیت میں بھی نور کا وعدہ ہے کہ انہیں صدیقیت کا مقام بھی ملے گا، شہادت کا مقام بھی ملے گا "عند ربھم" اپنے رب کے حضور۔

وقف جدید کا ولایت سے تعلق قائم کرنا اور تعلق قائم رکھنا ضروری ہے

"لھم اجرھم ونورھم" ان کے لئے ان کا اجر بھی ہے اور ان کا نور بھی ہے۔ اب ان کا اجر اور ان کا نور سے کیا مراد ہے؟ یہ مختصر بیان کر کے میں وقف جدید کی طرف واپس لوٹوں گا۔ اجر جو ہے وہ تو قربانیوں سے تعلق رکھنے والی بات ہے۔ جس شخص میں جتنی توفیق تھی اس نے اس حد تک قربانی کی اور اللہ تعالیٰ نے اس شرط کے ساتھ کہ میں بڑھاؤں گا اور تمہاری توقعات سے بڑھ کر دوں گا اس کو پورا فرمادیا یہ تو اجر ہو گیا۔ لیکن "نورھم" ان کا نور کیا ہے؟۔ دراصل ان کا نور ہی ہے جو اجر کا فیصلہ کرتا ہے اور نور سے مراد وہ دل کی پاکیزگی اور صفائی ہے جس کے ساتھ انسان ایک قربانی خدا کے حضور پیش کرتا ہے اور اجر کریم کا اس سے گہرا تعلق ہے۔ جتنا وہ نور بلند ہو گا، روشن تر ہو گا خدا کے حضور خالص ہو کر چمکے گا اسی حد تک اس کے اجر کو بڑھا دیا جائے گا اور اجر کو اعزاز بخشا جائے گا۔

پس صدیقیت کا تعلق نور سے ہے اور شہادت کا بھی تعلق نور سے ہے۔ صالحیت کا اس تفصیل سے تعلق نہیں ہے نور کے ساتھ جیسا ان دو مراتب کا ہے۔ اس لئے دیکھیں یہاں صرف دو ہی مراتب کا ذکر ہے صدیقیت کا اور شہادت کا۔ اور نہ نبوت کا ہے نہ صالحیت کا ہے تو صالحیت جو عام روزمرہ کی نیکیاں ہیں انسان کو اس بلند مقام تک نہیں پہنچایا کرتیں جس کی پہلی سیڑھی شہادت ہے اور دوسری سیڑھی صدیقیت ہے۔ اور چونکہ نبوت بالعموم اس طرح عطا نہیں ہوا کرتی وہ منصب ہی بالکل الگ ہے۔ اس لئے جہاں اللہ اور رسول کی اطاعت کی جزاء کا تعلق ہے وہاں نبوت کا ذکر سر فہرست فرمادیا لیکن روزمرہ کی مومن کی قربانیوں کا ذکر ہے۔ اس میں جو اعلیٰ درجے کی قربانیاں کرنے والے ہیں ان کو دو انعامات کا وعدہ فرمایا کہ تم میں صدیق بھی پیدا ہونگے اور شہید بھی پیدا ہونگے اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بڑا احسان ہو گا۔

"والذین کفروا وکذبوا بآیاتنا اولٰئک اصحاب الجحیم" اور وہ لوگ جنہوں نے انکار کیا اور ہماری آیات کو جھٹلایا ان کے لئے تو جہنم کے عذاب کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ پس مالی قربانی کے جو مرتبے ہیں ان کو سمجھے بغیر حقیقت میں مالی قربانی کا جذبہ صحیح طریق پر بیدار ہو ہی نہیں سکتا اور ان مراتب کو سمجھنے کے نتیجے میں مالی قربانی میں جو احتیاطیں ضروری ہیں ان سے بھی انسان واقف ہو جاتا ہے۔

کیونکہ بسا اوقات مالی قربانی دیکھا دیکھی سے بھی ہو جاتی ہے۔ مالی قربانی میں مسابقت کا جائز شوق بھی شامل ہو جاتا ہے۔ وہ بھی اپنی جگہ ٹھیک ہے لیکن اگر نظر ان بلند مقامات کی طرف اور مراتب کی طرف ہو جن کا ذکر قرآن کریم نے فرمایا ہے تو مالی قربانی میں ایک نئی جلاء پیدا ہو جائے گی اور مالی قربانی ہمیشہ محفوظ رہے گی۔

پس اس پہلو سے وقف جدید کے ذکر میں جب میں بعض مثالیں بھی دوں گا، بعض عظیم الشان قربانیوں کا ذکر بھی کروں گا تو ہرگز یہ مراد نہیں کہ اپنی قربانیوں کو محض اس غرض سے بڑھائیں کہ آپ کا ذکر چلے۔ اس غرض سے بڑھائیں کہ آپ میں مسابقت کی وہ روح پیدا ہو جو آپ کے لئے مطمح نظر بنا دی گئی ہے، جو آپ کا ماٹو قرار دے دیا گیا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے "کنتم خیر امۃ اخرجت للناس" تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے بنائی گئی ہو اور دوسری جگہ فرماتا ہے کہ "فاستبقوا الخیرات" یہ جو آیت تھی یہ میرے ذہن میں تھی وہ جو دوسری آیت کا بھی اس مضمون سے تعلق ہے مگر میرے ذہن میں جو آیت تھی جو میں ڈھونڈ رہا تھا وہ یہ دوسری آیت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "لکل وجھۃ ھو مولیھا فاستبقوا الخیرات" ہر ایک کے لئے ایک نصب العین ہے جس کی وہ پیروی کرتا ہے اس کے لئے وہ پابند ہو جاتا ہے اس کے لئے وہ اپنے آپ کو وقف کر دیتا ہے، وہ قبلہ بن جاتا ہے جس کی طرف منہ پھیر لیتا ہے۔ "فاستبقوا الخیرات" تمہارا نصب العین جس کی طرف تم نے اپنے چہرے پھیرنے ہیں، اپنی توجہات کو مرکوز کرنا ہے وہ ہے ایک دوسرے سے نیکیوں میں آگے بڑھو۔ پس اس جذبے کے ساتھ قرآن کریم نے ہمارا مقصد، ہمارا نصب العین ہی نیکیوں میں آگے بڑھنا قرار دے دیا ہے۔ اگر ایک انسان اپنے بھائی سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتا ہے تو اسے ہرگز ریاکاری نہیں کہا جا سکتا، اسے ہرگز معمولی بات سمجھ کر رد نہیں کیا جا سکتا۔ مگر اس اعلیٰ نیت کے باوجود اس سے بھی بلند تر نیتیں ہیں اور ان میں سے اول یہ ہے کہ اللہ کا تصور ذہن پر حاوی ہو اور کوئی بھی چندہ ایسا ادا نہ کیا جائے جس میں خدا کی محبت کی آمیزش نہ شامل ہو۔

اگر خدا کی محبت کی آمیزش شامل ہو جائے تو سب کچھ مل گیا پھر آگے بڑھنے کی توفیق بھی ملتی ہے اور غیر معمولی طور پر ملتی ہے اور اس نصب العین سے اس کا کوئی مقابلہ نہیں ہے بلکہ اس کو بڑھانے کی توفیق بھی ملتی ہے اور غیر معمولی طور پر ملتی ہے اور اس نصب العین سے اس کا کوئی مقابلہ نہیں ہے بلکہ اس کو بڑھانے والی چیز ہے اور نیکیوں کو نور بنا دینے والا نسخہ یہی ہے کہ ہر نیکی کی نیت میں اللہ تعالیٰ کی محبت اثر انداز ہو یعنی نیکیاں دراصل اللہ کی محبت سے پھوٹیں۔ وہ چیزیں جو نور سے پھوٹتی ہیں وہ نور ہی رہیں گی اور یہ ہو نہیں سکتا کہ وہ کثیف ہو جائیں۔ پس اس پہلو سے آپ کو مختصراً نصیحت یہی ہے کہ جب یہ آپ کوائف سنیں گے اور قربانیوں کی دوسری تحریکیں بھی آپ کے سامنے پیش کی جائیں گی تو ہمیشہ اللہ کی محبت کو اپنے دل میں پہلا مرتبہ دے کر اور اس کے حوالے سے قربانیوں کے لئے اپنے آپ کو تیار کریں۔ پھر خدا کے فضل سے آپ کی قربانیوں میں کبھی رخنہ نہیں آئے گا اور بے حد ایسی برکتیں شامل ہو جائیں گی جن کا آپ تصور بھی نہیں کر سکتے یعنی اجر کریم آپ کو عطا کیا جائے گا۔

وقف جدید کا یہ اکتالیسواں (۴۱) سال ہے اور یکم جنوری ۱۹۹۷ء سے بیالیسویں سال میں داخل ہونے والے ہیں۔ رپورٹوں کے معاملے میں گزشتہ سال بھی یہ شکایت تھی کہ بہت سے ممالک سست رفتاری سے رپورٹیں بھجواتے ہیں اور بسا اوقات ایسے ممالک بھی ہوتے ہیں جہاں جدید ترین طریقے رسل و رسائل کے مہیا نہیں ہیں اس لئے جو نسبتاً بعد میں شامل ہونے والے ممالک ہیں ان کی تربیت میں ابھی زیادہ وقت درکار ہے اور ان کے ہاں وقف جدید کا نظام بھی اس طرح جاری نہیں جس طرح پہلے سے شامل ہونے والے ترقی یافتہ، تربیت یافتہ ممالک میں ہے۔ تو اگرچہ اس وقت جماعتوں کی تعداد یعنی ممالک کی تعداد غالباً ایک سو باون یا اس سے اوپر ہو چکی ہے تو اتنی بڑی تعداد میں سے صرف چھپن کا رپورٹیں بھجوانا بتاتا ہے کہ کتنا بڑا کام ابھی ہم نے کرنا ہے ان کی تربیت کا اور وقف جدید ہی کا ایک یہ مقصد ہے کہ دیہاتی اور نئے غیر تربیت یافتہ ممالک کی تربیت کی جائے۔

پس اس پہلو سے یہ جو بیالیسواں (۴۲) سال ہے اس میں ہم اپنے سامنے ایک کام کا پہاڑ کھڑا ہوا دیکھتے ہیں۔ چھپن ممالک نے رپورٹ بھیجی ہے اور اکثر جنہوں نے نہیں بھیجی یا تو کام بہت معمولی ہوا ہے یا ابھی وہ تربیت کے محتاج ہیں۔ تو ان چھپن ممالک نے تقریباً ایک سو چھپن کی تربیت کرنی ہے اور یہ جو چندہ ملے گا یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہی مقاصد پر خرچ ہو گا۔ وقف جدید میں جو بیرون کا چندہ ہے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے یہ زیادہ تر ہندوستان اور افریقہ پر خرچ ہوتا ہے۔ اور زیادہ تر کیا تمام تر کہنا چاہئے ہندوستان اور افریقہ پر خرچ ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ پاکستان سے بھی وقف جدید کے چندوں میں جو بچت ہوتی ہے وہ ان بیرونی ممالک میں خرچ کے لئے بھیجتے ہیں۔ تو یہ سعادت ان کی ابھی بھی قائم ہے کہ بیرونی دنیا پر خرچ کرنے میں کوئی بار محسوس نہیں کرتے، کوئی کمزوری نہیں پاتے اور بڑے حوصلے اور خوشی کے ساتھ پاکستان سے باہر کی ذمہ داریاں اٹھاتے ہیں۔

مغربی دنیا میں بھی اب بہت حد تک یہ صلاحیت پیدا ہو گئی ہے کہ اپنے غریب بھائیوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے میں بہت حوصلے اور وسعت قلب کے ساتھ حصہ لیتے ہیں اور کبھی یہ سوال نہیں اٹھایا جاتا کہ اتنا چندہ ہم نے دیا تھا ہم پر اتنا کیوں خرچ نہیں ہوا، اتنا بڑا حصہ دوسرے ممالک کو کیوں دے دیا گیا یہ سوچ ہی بیمار سوچ ہے۔ جو احمدیت میں خدا کے فضل سے پنپنے کی گنجائش ہی نہیں رکھتی، توفیق ہی نہیں رکھتی۔ ایک آدھ ملک میں جب یہ بیماری پیدا ہوئی اور میں نے اسی وقت ان کو پکڑا تو اس کے بعد وہ بالکل اس طرح مٹ گئی جیسے ان کی جڑیں اکھیڑ دی گئی ہوں پھر کبھی اس وہم نے ان کے خیالات میں پراگندگی پیدا نہیں کی۔

تو اس کو بھی آپ یاد رکھ لیں کہ ہمارے چندے خدا کی خاطر ہیں اور یہ ساری دنیا خدا نے پیدا کی ہے۔ اسلام عالمگیر مذہب ہے اسلام کے تقاضے، ضرورت کے تقاضے دنیا میں کہیں بھی پیدا ہونگے۔ پس یہ بحث

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR
&

MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎ 26-3287

M/S NISHA LEATHER
Specialist in Leather Belts,
Ladies & Gents Bag, Jachets Wallets etc.
19A, Jawahar Lal Nehru Road
Calcutta- 700081 ☎ 2457153

نہیں ہے کہ چندہ کس نے دیا ہے اور کہاں خرچ ہونا چاہئے۔ یعنی کس نے دیا ہے کی بحث نہیں ہے اور یہ بحث نہیں ہے کہ جس نے دیا ہے اسی پر خرچ کیا جائے۔ یہ بحث ضرور رہے گی کہ اس وقت عالمی تقاضوں کے لحاظ سے کس ملک کو زیادہ ضرورت ہے اور کون سا ملک ہے جو تیز رفتاری کے ساتھ سچائی کی طرف متوجہ ہو رہا ہے اور اسی نسبت سے اس کی ضرورتیں بڑھ رہی ہیں۔ پس خرچ میں ہمیشہ جماعت احمدیہ نے اس بات کو راہنما رکھا ہے اور یہ بات بے تعلق سمجھی ہے اور ہمیشہ بے تعلق سمجھی جائے گی کہ کس نے زیادہ دیا تھا اور کس نے کم دیا تھا۔ ضرورت جہاں زیادہ ہے وہاں زیادہ خرچ کیا جائے گا اور ہمیشہ یہی ہوتا رہا ہے۔

> **وقف جدید کو پہلے سے بڑھ کر اس طرف متوجہ ہونا چاہیئے کہ اپنے تمام کارکنوں پر نظر رکھیں اور یہ دیکھیں کہ جن جماعتوں میں وقف جدید کا کام ہو رہا ہے وہاں اولیاء اللہ پیدا ہو رہے ہیں کہ نہیں**

پس اب صورت حال یہ ہو گئی ہے کہ بیرونی دنیا کا چندہ پاکستان، بنگلہ دیش اور ہندوستان کے چندوں سے اب خدا کے فضل سے بہت بڑھ چکا ہے اور عین اس وقت یہ برکت ملی ہے جبکہ ضرورت بہت شدید ہو گئی تھی۔ مثلاً ابھی میں نے افریقہ کے ممالک کا دورہ کروایا ہے تو پتہ چلا کہ بہت بڑی بڑی جماعتیں ہیں جن سے ابھی تک ہمارا ڈش انٹینا کے ذریعہ بھی رابطہ نہیں ہو سکا اور جو نمائندے میرے گئے انہوں نے محنت کی بہت دور دراز کے گہرے علاقوں میں گئے اور بعض رپورٹوں سے پتہ چلتا ہے کہ وہ دیکھ کر اس طرح ان کے چہرے چمک اٹھے کہ اچھا ہمارا بھی خیال ہے ان کو۔

لیکن ایک خوش کن بات جو سب جگہ دکھائی دی وہ یہ تھی کہ ایسے علاقے جن میں کثرت سے بیعتیں ہوئی تھیں اور دو تین سال پہلے ہوئی تھیں جب وہاں رابطہ کیا گیا تو تمام تر احمدیت پر قائم تھے اور بڑے خلوص سے قائم تھے اور انہوں نے کھلم کھلا یہ کہا کہ ہم نے تو سچ سمجھ کر قبول کیا ہے اگر آپ ہماری طرف توجہ نہ بھی کرتے تو احمدیت پر ہم نے قائم ہی رہنا تھا مگر ہمیں پورا پتہ ہی نہیں کہ احمدیت ہے کیا، تفاصیل کا علم نہیں ہے اس لئے آپ کا فرض تھا ہمیں پوچھتے اور ہماری ضروریات پوری کرتے۔ چنانچہ ان سب جگہوں میں ایک تو میں نے یہ ہدایت کی کہ ڈش انٹیناز لگائے جائیں کثرت کے ساتھ اور مرکزی انتظام کے تابع روزانہ اس علاقے کے باشندے ایک جگہ اکٹھے ہو سکیں۔

اور دوسرا یہ کہ وہاں ان کے لئے بڑی مساجد بنی چاہئیں۔ ایسے مراکز بننے چاہئیں جہاں ان کی تربیت کا انتظام ہو اور انہی میں سے مبلغین بنائے جائیں اور پھر ان کو انہی علاقوں میں مستقل جگہوں پر مقرر کر دیا جائے۔ یہ ضرورتیں جو ہیں یہ اتنی زیادہ ہیں کہ جس علاقے میں یعنی افریقہ میں جہاں دس لاکھ سے اوپر احمدی ہوئے ہوں ایک سال میں وہاں آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ ان کی کم سے کم ضرورتیں پوری کرنے پر بھی کتنے خرچ کی ضرورت ہوگی اور چونکہ پچھلے سال یہ خرچ بہت بڑھے اس لئے میرے دل میں یہ فکر تھی، میں بار بار ان سے پوچھتا تھا کہ وقف جدید کے چندے میں سے کتنا باقی رہ گیا ہے اور نئی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے ہم کہاں کہاں سے روپیہ سمیٹ سکتے ہیں۔

اب خدا تعالیٰ نے کس طرح مدد فرمائی ہے اور جس ملک کے ذریعے مدد فرمائی ہے اس ملک کی انتظامیہ کے بھی خواب و خیال میں نہیں تھا کہ یہ عظیم کارنامہ خدا ہمارے ہاتھوں سرانجام دلوائے گا۔ چنانچہ سرفہرست آج اس سال کی قربانی میں امریکہ ہے اور اتنی عظیم وقف جدید میں قربانی کی توفیق ملی ہے کہ امیر صاحب جب فون پہ مجھے بتا رہے تھے تو کہتے تھے میں تو حیران ہوں کہ کیا ہوا ہے۔ میرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ خاموشی کے ساتھ اتنا روپیہ اکٹھا ہو چکا ہو گا کہ جب وہ رپورٹ پیش ہوئی تو میرے دل میں ایک ہیجان برپا ہو گیا کہ ہوا کیا ہے۔ اب آپ سوچیں پہلی بات تو یہ دیکھیں کہ خدا تعالیٰ نے ہر چندے میں، ہر ملک میں برکت ڈالی ہے اور امسال گزشتہ سال کے مقابل پر بہت زیادہ عطا کیا ہے۔

وعدہ جات کے لحاظ سے جو ۹۶ء کے وعدہ جات ہیں وہ چار کروڑ بتیس لاکھ اکتالیس ہزار تین سو باون روپے بنتے ہیں۔ ۹۶ء کا یہ جو سال گزرا ہے ابھی، وعدہ جات چار کروڑ اور بتیس لاکھ۔ وصولی سات کروڑ بائیس لاکھ ستائیس ہزار آٹھ سو چھپن۔ اب یہ کیسے ہو گیا کچھ سمجھ نہیں آرہی کیونکہ وقف جدید کے وعدے آگے ہوتے تھے وصولی پیچھے پیچھے جایا کرتی تھی۔ اور سٹرلنگ میں یہ وعدے چھ لاکھ پچپن ہزار ایک سو بہتر پاؤنڈ تھے جبکہ کل وصولی دس لاکھ چورانوے ہزار تین سو اکسٹھ پاؤنڈ ہے۔ اور ایک نیا سنگ میل جو اس سال رکھا گیا ہے وہ امریکہ کی طرف سے ہے۔ تمام دنیا کی وصولی، سارے یورپ کی وصولی ملا کر، پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش کی وصولی ملا کر دس لاکھ چورانوے ہزار تین سو اکسٹھ پاؤنڈ ہے۔

اب یاد رکھ لینا اچھی طرح ساری دنیا کی وصولی دس لاکھ چورانوے ہزار تین سو اکسٹھ پاؤنڈ ہے۔ اس میں سے امریکہ کی وصولی اس میں پانچ لاکھ چونسٹھ ہزار ایک سو اکسٹھ پاؤنڈ ہے یعنی تمام دنیا کے چندوں سے وہ اکیلا آگے بڑھ گیا ہے۔ پچھلے سال میں ان کی تعریف کر رہا تھا کہ انہوں نے جرمنی کو بھی شکست دے دی، پاکستان سے بھی کچھ قدم آگے نکل گئے لیکن قریب قریب کی دوڑ تھی۔ اب وہ اتنا پیچھے چھوڑ گئے ہیں کہ باقی لوگ اب بس ان کے لئے دعائیں ہی کریں گے اور اس سے زیادہ وہ کچھ نہیں کر سکتے اب۔ اور امریکہ کی اپنی کیفیت یہ ہے کہ آج سے دس سال پہلے یعنی میری ہجرت کے آنے کے دو سال بعد تک بلکہ تقریباً تین سال بعد تک ان کا کل چندہ سارے امریکہ کا اتنا ہی تھا جتنا آج وقف جدید کا ہے۔ اور جب انہوں نے بتایا تو میں نے فوراً پوچھا میں نے کہا مجھے تو جہاں تک یاد پڑتا ہے نو لاکھ چھتیس ہزار ڈالر آپ کا کل چندہ بھی نہیں تھا۔ تو پھر امیر صاحب نے اس کو باقاعدہ جائزہ لے کر اعداد و شمار کا اس بات کی تائید کی ہے، اس کی توثیق فرمائی ہے کہ ہمارا کل چندہ دس سال پہلے اتنا نہیں تھا۔

اور یہ توفیق کیسے بڑھی۔ سوال یہ ہے کہ یہی لوگ تھے، اسی قسم کے لوگ تھے جو پہلے بھی امریکہ میں رہا کرتے تھے، مالی حالات بعض دفعہ ضروری نہیں کہ ہمیشہ وقت کے ساتھ آگے بڑھیں بعض دفعہ پیچھے بھی چلے جاتے ہیں چنانچہ ڈاکٹر جو وہاں سب سے زیادہ امیر طبقہ ہے ان کے مالی حالات پہلے سے خراب ہوئے ہیں۔ ایک زمانے میں تو امریکہ میں ڈاکٹر ہونا سونے کی کان کا مالک ہوتا تھا لیکن اب بہت سی تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں۔ ڈاکٹروں کی آمد میں کمی آئی ہے لیکن ان کے چندوں میں اضافہ ہوا ہے۔ تو جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک عمومی سا وعدہ تھا کہ ہم بڑھائیں گے اب یہ نکتہ بھی سمجھ آیا کہ تمہاری توفیق مالی ہی نہیں بڑھائیں گے بلکہ تمہارے حوصلے بھی بڑھائیں گے، اپنی راہ میں خرچ کرنے کی توفیق میں وسعت دیں گے اور کبھی بھی تمہیں پیچھے نہیں جانے دیں گے۔ جو تم آگے قدم اٹھا چکے ہو اس سے اور آگے بڑھو گے، واپسی کی طرف نہیں دھکیلے جاؤ گے اور کوئی ایسے حالات پیدا نہیں ہونگے جو تمہیں مجبور کر دیں کہ پہلے سے کم ہو جاؤ۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ جو خدا کا سلوک ہے دنیا کی ہر اس جماعت سے ہے جو مالی قربانی میں آگے بڑھتی ہے، حوصلہ کرتی ہے اور اچانک اس کی توفیق بڑھ جاتی ہے۔

اب جہاں تک تفصیلات کا تعلق ہے سب تفاصیل تو اس وقت پیش کرنا پیش نظر نہیں ہے مگر مختصر موازنہ میں عرض کرتا ہوں۔ گزشتہ سال ۱۹۹۵ء میں پانچ لاکھ ستہتر ہزار سات سو نوے پاؤنڈ کا وعدہ تھا۔ امسال ۱۹۹۶ء میں چھ لاکھ پچپن ہزار ایک سو بہتر پاؤنڈ کا وعدہ تھا۔ وعدہ کے لحاظ سے اضافہ ستہتر ہزار تین سو بیاسی پاؤنڈ ہوا۔ وصولی کے لحاظ سے گزشتہ سال چھ لاکھ ستر ہزار نو سو تیرہ پاؤنڈ کی وصولی تھی۔ امسال خدا کے فضل سے دس لاکھ چورانوے ہزار تین سو اکسٹھ پاؤنڈ کی وصولی ہے۔ جس میں سب سے زیادہ حصہ امریکہ نے لیا ہے۔ تعداد کے لحاظ سے بھی بہت برکت ملی ہے۔ میں پہلے بھی بارہا عرض کر چکا ہوں کہ وقف جدید کے تعلق میں تعداد بڑھانے کی طرف توجہ بہت زیادہ دیں۔

مالی ضرورتیں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ثابت بھی کر کے دکھایا ہے اللہ تعالیٰ آپ ہی کچھ کرتا رہتا ہے ہمیں تو پتہ بھی نہیں لگتا۔ یاددہانی کراؤ نہ کراؤ اب تو یہ حال ہو گیا ہے کہ از خود ہی دلوں میں ایسی تحریک اٹھ جاتی ہے اور انتظامیہ کو خدا تعالیٰ ایسی ہمت عطا فرما دیتا ہے کہ چندے جتنی ضرورت ہے وہ مل ہی جاتے ہیں۔ اور اب تو بعض دفعہ لگتا ہے ضرورت سے آگے بڑھ رہے ہیں لیکن جب سال ختم ہوتا ہے تو ضرورت پھر چندوں سے جا ملتی ہے۔ تو یہ بھی ایک مسابقت کی دوڑ ہو رہی ہے جماعت کے چندوں اور جماعت کی ضروریات میں۔ تو گزشتہ سال وصولی کا جہاں تک تعلق ہے چھ لاکھ ستر ہزار تھی۔ دس لاکھ چورانوے ہزار اس دفعہ ہوئی اور تعداد کے لحاظ سے گزشتہ سال ایک لاکھ چھیالیس ہزار چار سو باسٹھ افراد تھے اور امسال ایک لاکھ سڑسٹھ ہزار چار سو ترانوے افراد ہیں جو شامل ہوئے ہیں۔ پس خدا تعالیٰ کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ بہت بڑی تعداد، ہزارہا کی تعداد میں ایسے دوست پیدا ہوئے ہیں جن کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے کا چسکا پڑ گیا ہے کیونکہ جو ایک دفعہ خرچ کرے وہ پھر پیچھے نہیں ہٹا کرتا، اسکو واقعتاً چسکا پڑ جاتا ہے۔

دس سال پہلے، میں نے جیسا کہ بیان کیا تھا، امریکہ کا کل بجٹ آٹھ لاکھ پینتیس ہزار تھا اور اب وقف جدید کا بجٹ نو لاکھ چھتیس ہزار آٹھ سو ڈالر ہو چکا ہے اور انہوں نے اتنی احتیاط سے اعداد و شمار اکٹھے کئے ہیں کہ ساتھ تیس سینٹ بھی لکھا ہوا ہے، نو لاکھ چھتیس ہزار پانچ سو آٹھ ڈالر تیس سینٹ۔ تو خدا تعالیٰ نے بہت

NEVER BEFORE
THIS COMFORT THIS DURABILITY AND SOLIGHT
GURANTED PRODUCT
A TREAT FOR YOUR FEET
Soniky
HAWAI
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD
34, A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA -15

طالبان دعا:
آٹو ٹریڈرز
Auto Traders
16 مینگو لین کلکتہ 700001
دکان۔ 248-5222,248-1652
رہائش۔ 243-0794، 27-0471

ارشاد نبوی
الدين النصيحة
(دین کا خلاصہ خیر خواہی ہے)
(منجانب)
رکن جماعت احمدیہ بمبئی

برکت دی ہے۔ جماعت کے اخلاص میں اور کوششوں میں اور صرف ان باتوں ہی میں نہیں باقی بہت سی اور باتوں میں بھی خدا کے فضل سے امریکہ کا قدم ترقی کی طرف ہے اور ہونا بھی ایسا چاہئے تھا کیونکہ امریکہ دنیا کے امیر ترین ممالک میں سے ہے۔ اور وہاں ابھی بھی ایسے احمدی موجود ہیں جن کو اگر آمادہ کیا جائے کچھ اور خدا کی راہ میں خرچ کرنے پر تو اللہ تعالیٰ ان کے دل کی توفیق بھی بڑھائے گا اور ان کی مالی توفیق اس وقت بھی ان چندوں سے پیچھے ہے کیونکہ اسی قسم کے حالات کے لوگ بکثرت موجود ہیں اور جب ہم موازنہ کرتے ہیں تو انہی میں سے بعض ایسی حیرت انگیز قربانیاں کرنے والے ابھرے ہیں کہ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ توفیق ہو ہی نہ اور قربانیاں دے رہے ہوں اور جنہوں نے بھی دیں ان کے مالوں میں کمی کہیں نہیں آئی، برکت ہی ہے جو بڑھتی چلی جارہی ہے۔ تو آج امریکہ سب دنیا کی جماعتوں میں صف اول پر کھڑا ہے۔ اگر پاؤنڈوں میں اس کا حساب کیا جائے تو پانچ لاکھ چونسٹھ ہزار ایک سو اکسٹھ پاؤنڈ ان کا چندہ وصولی ہے جبکہ باقی سب دنیا کی جماعتوں کی اتنی وصولی نہیں۔

اس جذبے کے ساتھ کہ قرآن کریم نے ہمارا مقصد، ہمارا نصب العین، نیکیوں میں آگے بڑھنا قرار دے دیا ہے اگر ایک انسان اپنے بھائی سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتا ہے تو اسے ہرگز ریاکاری نہیں کہا جاسکتا

دوسرے قدم پر پاکستان ہے اور تیسرے پر جرمنی ہے۔ برطانیہ کو چوتھی پوزیشن حاصل ہے جو غالباً ایک عرصے سے چلی آرہی۔ اور کینیڈا کو پانچویں پوزیشن حاصل ہے۔ اب برطانیہ اور کینیڈا کا فرق تھوڑا رہ گیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جس رفتار سے کینیڈا مسلسل برطانیہ کے قریب آرہا ہے، بعید نہیں کہ اگلے سال آگے نکل جائے۔ ہندوستان چوبیس ہزار پانچ سو ستائیس پاؤنڈ وصولی ہے جو ہندوستان کے لحاظ سے بہت تعجب انگیز ہے۔ چودہ لاکھ چونسٹھ ہزار روپے انہوں نے دئے جو ہندوستان کے پرانے زمانوں کے چندوں کے لحاظ سے جو دس سال پہلے کے جو چندے ان میں اتنے بنتے نہیں تھے ان کے، تو امریکہ کی طرح ہندوستان کو بھی خدا تعالیٰ اپنی راہ میں خرچ کرنے کی بہت توفیق عطا فرمارہا ہے۔

انڈونیشیا میں سمجھتا ہوں ابھی اپنی توفیق سے پیچھے ہے کیونکہ ہندوستان کے مقابل پر انڈونیشیا کے احمدیوں کے مالی حالات بہت بہتر ہیں۔ تعداد کے لحاظ سے جو فرق پڑا ہے وہ ہندوستان کی تبلیغ کے نتیجے میں فرق پڑا ہے ورنہ پہلے تعداد کے لحاظ سے بہت زیادہ فرق نہیں تھا۔ تقریباً انڈونیشیا کی جماعتیں ہندوستان کی تعداد کے مقابل پر نصف تھیں بلکہ نصف سے کچھ زیادہ اور چندوں میں اتنا فرق کہ وقف جدید میں ہندوستان نے ساڑھے چوبیس ہزار پاؤنڈ پیش کئے انڈونیشیا نے صرف آٹھ ہزار چھ سو نوے۔ تو یہ صاف پتہ چل رہا ہے کہ وہاں ابھی تک ہمارے نظام جماعت میں پوری بیداری نہیں اور پورا انتظام نہیں ہے ورنہ امریکہ یا ہندوستان کے مقابل پر انڈونیشیا کی جماعت کی اخلاص کی حالت پیچھے نہیں ہے۔ بعض دفعہ تو لگتا ہے کہ وہ سب سے زیادہ دنیا میں مخلص ہیں۔ اس قدر مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت اور اسلام سے محبت رکھنے والے لوگ ہیں کہ بہت سے ہیں ان میں جو ذکر کے ساتھ ہی رونے لگتے ہیں، ان کی آنکھوں سے بے اختیار محبت کے آنسو بہنے لگتے ہیں۔

تو جہاں اخلاص موجود ہو وہاں اگر قربانی میں لوگ پیچھے رہ رہے ہوں تو یقین جانیں کہ انتظامیہ کی خرابی ہوا کرتی ہے۔ ایسے علاقوں میں جہاں بھی میں نے انتظامیہ بدلائی ہے اور ان کو توجہ دلائی ہے تو فوری طور پر جماعت نے اپنی قربانیوں کو بہت آگے بڑھا دیا۔ پس اس پہلو سے امریکہ کی انتظامیہ بھی دعا کی مستحق ہے، اس معنی میں جزاء کی مستحق کہ ہم بھی ان کے لئے دعا کریں کہ انہوں نے اپنے انتظام کو بہت بہتر بنالیا اور جماعت کے اخلاص کو جو موجود تھا اس کو اب اس راہ میں گویا جیسے جوت دیا جائے اس طرح اخلاص کو پہلے سے بڑھ کر جوتا جارہا ہے۔ ماریشس اپنی تعداد کے لحاظ سے قربانی میں ہمیشہ بہتر ہوتا ہے مگر امسال وقف جدید میں اتنی نمایاں بہتری نظر نہیں آئی کیونکہ بلجیم جو اس کے مقابل پر ایک چھوٹی سی جماعت ہے جو ابھی نئی نئی بن رہی ہے گویا کہ ماریشس اور بلجیم کا چندہ تقریباً برابر ہے۔ ماریشس کا چار ہزار نو سو سترہ اور بلجیم کا چار ہزار آٹھ سو سینتیس۔ ناروے جو چھوٹے ممالک میں سے آگے بڑھنے والا ایک ملک ہے۔ ناروے خدا کے فضل سے چار ہزار چھ سو بانوے پاؤنڈ چندہ وقف جدید میں دے کر دسویں نمبر پر رہا ہے۔

فی کس مالی قربانی کے لحاظ سے بھی باوجود اس کے کہ امریکہ میں چندہ دہندگان کی تعداد بہت بڑھائی گئی ہے۔ بہت بڑھائی گئی ہے اس دفعہ، پھر بھی مالی قربانی کو اگر تقسیم کیا جائے فی چندہ دہندہ تو امریکہ باقی سب ملکوں سے آگے نکل گیا ہے۔ اس سے پہلے جاپان اور سوئٹزرلینڈ کے درمیان بات رہا کرتی تھی۔ شروع میں جاپان آگے تھا پھر سوئٹزرلینڈ نے وہ جگہ لے لی اور گزشتہ دو چار سال سے سوئٹزرلینڈ نے قبضہ کیا ہوا تھا کہ فی کس چندہ دہندہ قربانی میں ہم دنیا میں کسی کو آگے نکلنے نہیں دیں گے اور اب دیکھیں کتنا فرق پڑ گیا ہے۔ امریکہ میں فی کس قربانی کا معیار اب ایک سو چوبیس پاؤنڈ اور سات پنی بنتا ہے۔ اور سوئٹزرلینڈ میں ستر پاؤنڈ ستانوے پنی۔ تو اس پہلو سے بھی بہت آگے بڑھ گیا ہے خدا کے فضل سے امریکہ فی کس چندہ دہندہ کی مالی قربانی کے لحاظ سے۔ اور جاپان اڑتیس پاؤنڈ تیس پنی کے چندے کے ذریعہ نمبر تین پر آیا ہے

اور بلجیم اللہ کے فضل کے ساتھ انیس پاؤنڈ تینتالیس پنی دے کر چوتھی پوزیشن حاصل کر گیا ہے اور جرمنی پانچویں پوزیشن پر گیارہ پاؤنڈ پچاس پنی فی کس کے لحاظ سے دے کر اللہ کے فضل سے اعزاز حاصل کر گیا۔ لیکن جرمنی کے متعلق میں نے پہلے بھی بتایا تھا کہ خدا کے فضل سے ان کے چندے اتنے متوازن ہیں اور بالعموم مالی قربانی میں ساری جماعت کثرت سے حصہ لے رہی ہے اس لئے وہاں یہ ممکن نہیں ہے کہ ایک ہی تحریک میں غیر معمولی طور پر آگے نکل جائیں۔ جن ممالک نے مثلاً امریکہ نے اپنے لئے یہ ایک ٹارگٹ پہلے سے بنا رکھا تھا کہ دنیا میں ایک چندے میں تو ہم نے باقی سب کو لازماً پیچھے چھوڑنا ہے، اس اخلاص کی نیت کو خدا نے یہ پھل دیا ہے کہ وہ اتنا آگے نکل گئے کہ ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ اتنا آگے جاسکتے ہیں۔ مگر جرمنی کو یہ کہنا کہ تم وقف جدید میں بھی ان سے مقابلہ کر کے آگے نکلنے کی کوشش کرو یہ میرے نزدیک مناسب مطالبہ نہیں ہے کیونکہ عموماً جرمنی کی جماعت اتنی بڑی قربانی دے رہی ہے کہ اس کی وجہ سے خدا کے فضل سے بہت سے دوسرے ممالک کی ضروریات پوری ہو رہی ہیں اور جرمنی میں بھی جو بڑھتی ہوئی ضروریات ہیں ان میں جرمنی خود کفیل ہے۔

بالغان کے چندے کی جو دوڑ ہوا کرتی ہے پاکستان کے اندر ان میں ربوہ خدا کے فضل سے اول رہا ہے، کراچی دوم اور لاہور سوم۔ جہاں تک اضلاع کے مقابلے کا تعلق ہے پاکستان کے اضلاع کو معلوم ہونا چاہئے کہ ان کی آپس کی دوڑ میں اب ان کی کیا پوزیشن ہے۔ راولپنڈی فرسٹ ہے جو میرے لئے بہت تعجب کی بات ہے کیونکہ میں سمجھا کرتا تھا کہ راولپنڈی ان باتوں میں کافی پیچھے ہے مگر معلوم ہوتا ہے کوئی نئی تحریک وہاں اٹھی ہے جس کی وجہ سے خدا کے فضل سے راولپنڈی کی جماعت کو یہ اعزاز مل گیا کہ وہ سارے پاکستان میں ضلعی لحاظ سے اول آئی ہے اور سیالکوٹ نمبر دو۔ یہ بھی تعجب کی بات ہے کیونکہ سیالکوٹ تو کافی نکما ہو گیا تھا بے چارہ۔ اب معلوم ہوتا ہے اٹھ رہے ہیں کچھ آگے بڑھ رہے ہیں۔ جو سیالکوٹی میرے سامنے بیٹھے ہیں وہ مسکرا رہے ہیں کہ شکر ہے ہماری بات بھی آ گئی کہیں۔ فیصل آباد نمبر تین پر ہے اور اسلام آباد نمبر چار پہ۔ اسلام آباد کے لئے قابل شرم ہے کیونکہ بڑی منظم جماعت اور مالی لحاظ سے بھی اچھی متوسط جماعت ہے۔ فیصل آباد ان کو پیچھے چھوڑ جائے، سیالکوٹ پیچھے چھوڑ جائے یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔ گوجرانوالہ ماشاء اللہ ہمت کر کے آگے آیا ہے پانچویں نمبر پر آگیا ہے۔ گجرات چھٹے نمبر پر ہے اور سرگودھا ساتویں نمبر پر اور شیخوپورہ آٹھویں نمبر پر اور کوئٹہ نویں پر اور عمر کوٹ سندھ دسویں نمبر پر۔ یہ جو اضلاع ہیں نچلے مرتبے کے اضلاع ہیں، ان میں میں سمجھتا ہوں کہ ابھی بہت گنجائش موجود ہے۔ سیالکوٹ میں بھی ہے فیصل آباد میں بھی ہے۔ اسلام آباد میں تو ہے ہی، گوجرانوالہ، گجرات وغیرہ یہ سارے وہ اضلاع ہیں جو میں نظری طور پر جانتا ہوں کہ جتنی خدا نے ان کو تعداد عطا کی ہے احمدیوں کی اور جو مالی توفیق بخشی ہے عین اس کے مطابق چندے دکھائی نہیں دے رہے۔

دفتر اطفال میں لاہور خدا کے فضل سے اول آگیا ہے، ربوہ دوم ہے اور کراچی سوم۔ یہ تو ہے وقف جدید کی رپورٹ۔

میں اس وقت ہندوستان کی جماعتوں کو جو اس وقت جلسے میں بطور خاص اس جمعہ میں حاضر ہیں جو سمجھتے ہیں کہ یہ جمعہ تو بالخصوص ہمارے لئے وقف ہے ان کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ وقف جدید کے کام کو آپ وہاں بڑی تیزی سے بڑھائیں اور منظم کریں کیونکہ آپ کی اکثر تبلیغ اس وقت وقف جدید کے ذریعے ہو رہی ہے اور بہت سی پھیلتی ہوئی نئی ضرورتیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے وقف جدید نے سنبھال رکھا ہے تو اس کو اہمیت دیں۔ اور جن اضلاع میں آپ کی تبلیغ کے لحاظ سے کمزوری ہے ان کی فہرست میں پڑھنا نہیں چاہتا اس وقت ان کی طرف متوجہ ہوں اور وقف جدید کے نظام کو جو بیرونی طاقت مل رہی ہے باہر سے ٹیکہ مل رہا ہے یہ کوشش کریں کہ آپ اپنے پاؤں پہ کھڑے ہو کر اس مدد سے مبرا ہو جائیں اس مدد کے محتاج نہ رہیں۔

یہ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ قادیان ہی نے تو سب دنیا کو دینی ضرورتوں کے لحاظ سے پالا ہے۔ ہندوستان ہی کو لمبے عرصے تک یہ فخر حاصل رہا ہے کہ جب باہر کی دنیا چندوں سے تقریباً نا آشنا تھی تمام دنیا کی ضرورتیں ہندوستان پوری کرتا تھا۔ پھر پاکستان نے ہجرت کے بعد یہ عظیم خدمت اپنے ہاتھوں میں لی، خوب سنبھالا، خوب حق ادا کیا۔ تو ہندوستان کے تعلق میں چونکہ پرانی غیرتیں ہیں اور حضرت مسیح موعود

لولاک لما خلقت الافلاک

ترجمہ۔ (اے محمد ﷺ) اگر میں نے تجھے پیدا نہ کرنا ہوتا تو یہ زمین و آسمان بھی پیدا نہ کرتا۔ (حدیث قدسی)

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا۔ نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

منجانب۔ محتاجِ دُعا۔ جماعت احمدیہ اتر پردیش

شریف جیولرز

پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد

اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔ ☎ 649-04524

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہندوستان میں پیدا ہونا ہے اس محبت کے تقاضے کے طور پر میری دلی خواہش یہی رہتی ہے کہ ہندوستان کو پھر وہ پرانی عظمتیں نصیب ہو جائیں۔ تو اس پہلو سے وقف جدید بھی ایک ذریعہ بن گئی ہے ہندوستان کی پرانی کھوئی ہوئی عظمتوں کو واپس حاصل کرنے کا تو اس کی طرف آپ متوجہ ہوں اور اللہ توفیق عطا فرمائے کہ آپ کے اندر کثرت کے ساتھ وہ ولی پیدا ہو جائیں جن ولیوں کا حضرت مصلح موعود ؓ نے وقف جدید کے تصور میں ذکر فرمایا ہے۔

وقف جدید کا تعلق ولایت سے حضرت مصلح موعودؓ نے رکھا اور جو نقشہ کھینچا ہے اپنے اس روحانی خواب کا وہ یہ ہے کہ جگہ جگہ بڑے بڑے اولیاء اور قطب پیدا ہو رہے ہیں۔ دیہات میں اور گاؤں گاؤں میں رازی پیدا ہو رہے ہیں۔ تو وقف جدید کی تحریک تو بالکل عمومی، عام سی ایک دنیا کی نہیں دین کے لحاظ سے پسماندہ دیہات کی تحریک تھی مگر جو مقاصد تھے وہ اتنے بلند تھے کہ گاؤں گاؤں میں رازی پیدا ہوں، گاؤں گاؤں میں اولیاء اللہ اور قطب پیدا ہونے شروع ہو جائیں۔ اور فرمایا آغاز ہی میں آپ نے جو نقشہ کھینچا اپنے دل کا، فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ وقف جدید کے ذریعے گاؤں گاؤں اولیاء اللہ پیدا ہوں اور اس وجہ سے میں چاہتا ہوں کہ میں خود نگرانی کروں اور باقی تنظیمیں ہیں ان کی طرح نہیں بلکہ براہ راست معلمین پر نظر رکھوں، ان سے رابطہ رکھوں۔ اور جب تک صحت نے توفیق دی آپ بہت حد تک یہ کام کرتے رہے پھر وہ توفیق نہ رہی کیونکہ بہت بیمار ہو گئے تھے مگر یہ آپ کے ارادے اور خواہشات تھیں۔

پس اس پہلو سے میں سمجھتا ہوں کہ صدیقیت کا جو ذکر میں نے کیا ہے قرآن کریم کی آیت میں، یہ وہی صدیقیت والا نقشہ ہے جو حضرت مصلح موعود کے ذہن میں پیدا ہوا۔ وہی خواب ہے جو آپ نے دیکھا تھا۔ وقف جدید کا ولایت سے تعلق قائم کرنا اور تعلق قائم رکھنا ضروری ہے۔ آج ہی سوال و جواب کی مجلس میں کسی نے یہ سوال چھیڑا تو میں نے کہا دیکھیں ہم ولی تو نہیں پیدا کر سکتے کیونکہ ولایت تو صرف اللہ عطا کرتا ہے۔ صدیق بھی کوئی زور بازو سے نہیں ہو سکتا اللہ ہی عطا کرتا ہے مگر لوگوں کو یاد دلاتے رہنا چاہئے یہ کام ہمارا فرض ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ وقف جدید کو پہلے سے بڑھ کر اس طرف متوجہ ہونا چاہئے کہ اپنے تمام کارکنوں پر نظر رکھیں اور یہ دیکھیں کہ جن جماعتوں میں وقف جدید کا کام ہو رہا ہے وہاں اولیاء اللہ پیدا ہو رہے ہیں کہ نہیں۔ پس اگر یہ مطمح نظر بنا رہے تو میں امید رکھتا ہوں کہ پھر زیادہ بیدار مغزی کے ساتھ، اپنے ذہن میں اس مقصد کو حاضر رکھتے ہوئے زیادہ امکان پیدا ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور ایسے بندے اس کی نگاہ میں آجائیں اور اس کا وہ قرب حاصل کریں جسے ولایت کہا جاتا ہے۔

جہاں تک یورپ کی نئی ضرورتوں کا تعلق ہے اس میں وقف جدید کا کوئی خرچ نہیں ہو رہا اور نہ نئی تحریک میں میں نے یہ ذکر کیا تھا کہ یورپ میں بھی خرچ کیا جائے مگر وہ ضرورتیں بالعموم خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ چندوں سے پوری ہو رہی ہیں اور جماعت یورپ جو اپنے چندے بڑھا رہی ہے اس کے ساتھ اکثر ان کی بڑھتی ہوئی ضرورتیں پوری ہو رہی ہیں۔ مگر مشرقی یورپ میں ابھی تک جو مشن ہاؤسز کا قیام یعنی جماعتی مراکز کا قیام، نئی مسجدیں بنانا یہ ایسے کام ہیں جن کے لئے اب ہمیں نئی مالی ضرورت درپیش ہے۔ اور یہ چونکہ ایسی ضرورت نہیں ہے جو مستقل چندے کی شکل میں جماعت سے طلب کی جائے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ کبھی کبھار اچانک پیدا ہونے والی ضرورتوں کے لئے کوئی تحریک کی جا سکتی ہے اور وہی کافی ہوگی۔

اس وقت جو ہمیں زیادہ ضرورت ہے وہ البانیہ میں ہے جہاں بکثرت احمدیت پھیلی ہے۔ اسی طرح وہ دوسرے مشرقی ممالک جہاں خدا تعالیٰ کی طرف سے توجہ ہو رہی ہے ان میں البانین سپیکنگ دوسری قومیں، دوسرے ممالک میں بستی ہیں پھر بوزینیز ہیں ان کی طرف بھی بہت توجہ ہے، ان کی بھی بہت توجہ ہے۔ ان سب کا بنیادی حق ہے کہ وہاں مساجد بنائی جائیں، وہاں مراکز قائم کئے جائیں، وہاں تربیتی اجتماعات کا مستقل انتظام ہو اور انہی میں سے معلم تیار کئے جائیں۔

پس اس سال کے لئے میں جماعت کے سامنے پندرہ لاکھ ڈالر کی تحریک کرتا ہوں۔ اور جیسا کہ میں نے آپ سے پہلے بھی عرض کیا تھا میں نے یہ نیت کی ہے اللہ تو یہ توفیق عطا فرما دیتا ہے کہ جو بھی تحریک کروں اس کا سواں حصہ میں خود دوں۔ اور یہ بتانے کا مقصد ہرگز یہ نہیں کہ میں بتاؤں کہ میں یہ کر رہا ہوں۔ یہ مقصد ہے کہ بعض لوگ بوجھ سمجھتے ہیں کہتے ہیں کہ نئی نئی تحریکیں پیش کی جا رہی ہیں ان کے دل کی تسلی کے لئے ان کو بتا رہا ہوں کہ میں شامل ہوتا ہوں تو تحریک کرتا ہوں ورنہ میں یہ سمجھتا کہ مجھے حق نہیں تھا۔ تو اس پہلو سے میرا تجربہ ہے کہ جب بھی زیادہ تحریکیں کی ہیں خدا نے مالی وسعتیں خود بخود عطا کر دی ہیں تو اس لئے اس معاملے میں مجھے ذرہ بھی وہم نہیں کہ میں کوئی ایسا بوجھ ڈال رہا ہوں جس کو جماعت اٹھا نہیں سکتی۔ یہ جانتا ہوں کہ جب بھی کوئی مزید تحریک کی جاتی ہے اللہ میری وسعت کو بھی بڑھاتا ہے، آپ کی وسعت کو بھی بڑھاتا ہے۔

تو پھر اگر ضرورت حقہ ہے اور جائز ہے تو تحریک میں کوئی تردد نہیں ہونا چاہئے۔ مگر چونکہ عام چندوں کی ذمہ داریاں بہت جماعت نے اٹھا رکھی ہیں اس لئے میں اس تحریک کو بھی بعض دوسری تحریکات کی طرح اس طرح پیش کر رہا ہوں کہ وہ سب احمدی جو عام چندوں میں حسب توفیق حصہ لے رہے ہیں اور ان کے لئے زیادہ بوجھ اٹھانا ممکن نہیں ہے وہ محض تبرک کی خاطر کچھ نہ کچھ دے کر اس میں شامل ہو جائیں اور وہ صاحب حیثیت جن کو خدا تعالیٰ نے بڑی توفیق عطا فرمائی ہے وہ اپنی توفیق کے مطابق خود فیصلہ کریں اور وہ زیادہ تر اس کا عمومی بوجھ اٹھانے کے لئے آگے آئیں۔

اور جیسا کہ میرا سابقہ تجربہ ہے یہ انشاء اللہ دیکھتے دیکھتے وعدے وصول ہو جائیں گے اور میں امید رکھتا ہوں کہ پہلے سال دو تہائی اور دوسرے سال اس کا ایک تہائی وصولی کی صورت میں ہمیں مل جانا چاہئے کیونکہ فوری ضرورت جو اس سال کی ہے وہ ایک ملین کی تو لازماً ہے اور بعد کی اگلے سال کی ضرورت چندوں سے بچت کے علاوہ پانچ لاکھ کے قریب ہوگی۔ اور جس رفتار سے چندے بڑھ رہے ہیں میں سمجھتا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ آگے وہ ضرورتیں چندوں ہی سے پوری ہوتی رہیں گی، کسی نئی تحریک کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ اور خاص طور پر اس لئے بھی مجھے امید ہے کہ یورپ میں جو نئے احمدی ہونے والے ہیں ان میں خصوصاً البانین نسل کے لوگوں میں مالی قربانی کی روح پائی جاتی ہے۔ اور بعض تو ایسے ہیں جو بڑے زور اور اصرار کے ساتھ پوچھ پوچھ کے کہ باقی کیا دیتے ہیں ہم سے وہ سب کچھ لو خود دینے کے لئے آگے آتے ہیں۔ تو بہت ماشاء اللہ حیرت انگیز قربانی کا جذبہ ہے جو البانین نسل کے لوگوں میں پایا جاتا ہے۔ پس جب یہ لوگ اٹھ کھڑے ہونگے، جب ان کی توفیق بڑھے گی تو یہ بعید نہیں کہ آئندہ چند سالوں میں بجائے اس کے کہ باہر سے مدد لیں خود باہر کے دوسرے علاقوں کے لئے مددگار بن جائیں۔

تو ان امیدوں کے ساتھ، ان دعاؤں کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ ان توقعات کے ساتھ جو ہمیشہ اپنے دائروں سے بڑھ کر پوری ہوتی ہیں۔ توقعات کے جو دائرے ہمارے ہوتے ہیں ان میں ہمیشہ ان سے بڑھ کر پوری ہوتی ہیں ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور احسانات پر پورا توکل کرتے ہوئے اس نئے سال میں داخل ہوتے ہیں جو وقف جدید کا بیالیسواں سال ہے۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ جیسا کہ شکر کا حق ہے شکر کی طرف بھی توجہ آپ کریں گے۔ کیونکہ جب فضل بڑھیں اور شکر پیچھے رہ جائے تو یہ ایک بہت ہی تکلیف دہ توازن کا بگڑنا ہے۔ شکر ساتھ ساتھ بڑھنا چاہئے اور یہ احساس دل پر قبضہ کر لینا چاہئے کہ ایک ایسے محسن سے واسطہ ہے جس کا جتنا بھی شکر کریں اتنا زیادہ احسان ہو جاتا ہے کہ سنبھالا نہیں جاتا۔ اس لئے ہمیشہ ہم پیچھے رہتے ہیں کبھی شکر میں آگے نہیں بڑھ سکتے۔ اور یہ احساس ہی ہے جو شکر کی طاقت بڑھاتا ہے، ذکر کی طاقت بڑھاتا ہے خدا کی یاد میں پیار پیدا کر دیتا ہے۔ تو میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضلوں کے ساتھ جماعت کو ہمیشہ یہی توفیق بخشے گا کہ وہ جیسا کہ شکر کا حق ہے شکر کا حق ادا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی یادوں سے دل کو نور عطا کرتے ہوئے اس میدان میں ہمیشہ آگے بڑھتے چلے جائیں گے۔

بشکریہ الفضل انٹرنیشنل لندن

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز

الرحیم جیولرز

پروپرائٹر۔ سید شوکت علی اینڈ سنز

پتہ۔ خورشید کلاتھ مارکیٹ۔ حیدری نارتھ ناظم آباد۔ کراچی۔ فون نمبر۔ 629443

☎ 543105

STAR CHAPPALS

WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS

105/661, OPP, BLOCK NO-7 FAHIMMABAD COLONY

KANPUR-1- PIN 208001

C.K ALAVI

RABWAH WOOD INDUSTRIES

TIMBER LOGS SAWN SIZE

TEAK POLES & WOOD FURNITURE

MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM - 679339 (KERALA)

A.S. BINNING

Import - Export, Textil - Großhandel

Inh.: Avtar Singh Binning

Lager

Frankenstraße 10 - 20097 Hamburg

(S-Bahn Hammerbrook)

Telefon 040 / 236 95 79 + 23 38 39

Fax 040 / 236 95 80 Tel. privat 040 / 299 53 34

بقیہ: صفحہ اوّل

افسوس یہ لوگ فراست سے بھی کام نہیں لیتے۔ میں ایک دائم المرض آدمی ہوں اور وہ دو زرد چادریں جن کے بارے میں حدیثوں میں ذکر ہے کہ ان دو چادروں میں مسیح نازل ہوگا وہ دو زرد چادریں میرے شامل حال ہیں جن کی تعبیر علم تعبیر الرؤیا کی رو سے دو بیماریاں ہیں سو ایک چادر میرے اوپر کے حصہ میں ہے کہ ہمیشہ سر درد اور دوران سر اور کمی خواب اور تشنج دل کی بیماری دورہ کے ساتھ آتی ہے اور دوسری چادر جو میرے نیچے کے حصہ بدن میں ہے وہ بیماری ذیابیطس ہے کہ ایک مدت سے دامن گیر ہے اور بسا اوقات سو سو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں بسا اوقات میرا یہ حال ہوتا ہے کہ نماز کیلئے جب زینہ چڑھ کر اوپر جاتا ہوں تو مجھے اپنی ظاہری حالت پر امید نہیں ہوتی کہ زینہ کی ایک سیڑھی سے دوسری سیڑھی پر پاؤں رکھنے تک میں زندہ رہوں گا۔ اب جس شخص کی زندگی کا یہ حال ہے کہ ہر روز موت کا سامنا اس کیلئے موجود ہوتا ہے اور ایسے مریضوں کے انجام کی نظیریں موجود ہیں تو وہ ایسی خطرناک حالت کے ساتھ کیونکر افترا پر جرأت کر سکتا ہے اور وہ کس صحت کے بھروسے پر کہتا ہے کہ میری اسی برس کی عمر ہوگی۔ حالانکہ ڈاکٹری تجارب تو اس کو موت کے پنجہ میں ہر وقت پھنسا ہوا خیال کرتے ہیں ایسی مرضوں والے مدقوق کی طرح گداز ہو کر جلد مر جاتے ہیں۔ یا کاربینکل یعنی سرطان سے ان کا خاتمہ ہو جاتا ہے تو پھر جس زور سے میں ایسی حالت پر خطر میں تبلیغ میں مشغول ہوں کیا کسی مفتری کا کام ہے۔ جب میں بدن کے اوپر کے حصہ میں ایک بیماری اور بدن کے نیچے کے حصہ میں ایک دوسری بیماری دیکھتا ہوں تو میرا دل محسوس کرتا ہے کہ یہ وہی دو چادریں ہیں جن کی خبر جناب رسول اللہ ﷺ نے دی ہے۔

میں محض نصیحتاً للہ مخالف علماء اور ان کے ہم خیال لوگوں کو کہتا ہوں کہ گالیاں دینا اور بد زبانی کرنا طریق شرافت نہیں ہے اگر آپ لوگوں کی یہی طینت ہے تو خیر آپ کی مرضی لیکن اگر مجھے آپ لوگ کاذب سمجھتے ہیں تو آپ کو یہ بھی تو اختیار ہے کہ مساجد میں اکٹھے ہو کر یا الگ الگ میرے پر بد دعائیں کریں۔ اور رو رو کر میرا استیصال چاہیں۔ پھر اگر میں کاذب ہوں گا تو ضرور وہ دعائیں قبول ہو جائیں گی۔ اور آپ لوگ ہمیشہ دعائیں کرتے بھی ہیں لیکن یاد رکھیں کہ اگر آپ اس قدر دعائیں کریں کہ زبانوں میں زخم پڑ جائیں اور اس قدر رو رو کر سجدوں میں گریں کہ ناک گھس جائیں اور آنسوؤں سے آنکھوں کے ہلکے گل جائیں اور پلکیں جھڑ جائیں اور کثرت گریہ وزاری سے بینائی کم ہو جائے۔ اور آخر دماغ خالی ہو کر مرگی پڑنے لگے یا مالیخولیا ہو جائے تب بھی وہ دعائیں سنی نہیں جائیں گی کیونکہ میں خدا سے آیا ہوں جو شخص میرے پر بد دعا کرے گا وہ بد دعا اسی پر پڑے گی جو شخص میری نسبت یہ کہتا ہے کہ اس پر لعنت ہو۔ وہ لعنت اس کے دل پر پڑتی ہے مگر اس کو خبر نہیں اور جو شخص میرے ساتھ اپنی کشتی قرار دیکر یہ دعائیں کرتا ہے کہ ہم میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مرے۔ اس کا نتیجہ وہی ہے جو مولوی غلام دستگیر قصوری نے دیکھ لیا۔ کیونکہ اس نے عام طور پر شائع کر دیا تھا کہ مرزا غلام احمد اگر جھوٹا ہے اور ضرور جھوٹا ہے تو وہ مجھ سے پہلے مرے گا۔ اور اگر میں جھوٹا ہوں تو میں پہلے مر جاؤں گا۔ اور یہی دعا بھی کی تو پھر آپ ہی چند روز کے بعد مر گیا۔ اگر وہ کتاب چھپ کر شائع نہ ہو جاتی تو اس واقعہ پر کون اعتبار کر سکتا مگر اب تو وہ اپنی موت سے میری سچائی کی گواہی دے گیا۔ پس ہر ایک شخص جو ایسا مقابلہ کرے گا اور ایسے طور کی دعا کرے گا تو وہ ضرور غلام دستگیر کی طرح میری سچائی کا گواہ بن جائے گا۔ بھلا سوچنے کا مقام ہے کہ اگر لیکھرام کے مارے جانے کی نسبت بعض شریروں ظالم طبع نے میری جماعت کو اس کا قاتل قرار دیا ہے حالانکہ وہ ایک بڑا نشان تھا جو ظہور میں آیا اور ایک میری پیشگوئی تھی جو پوری ہوئی۔ تو یہ تو بتلاویں کہ مولوی غلام دستگیر کو میری جماعت میں سے کس نے مارا۔؟ کیا یہ سچ نہیں کہ وہ بغیر میری درخواست کے آپ ہی ایسی دعا کر کے دنیا سے کوچ کر گیا۔ کوئی زمین پر مر نہیں سکتا جب تک آسمان پر نہ مارا جائے۔ میری روح میں وہی سچائی ہے جو ابراھیم علیہ السلام کو دی گئی تھی مجھے خدا سے ابراہیمی نسبت ہے کوئی میرے بھید کو نہیں جانتا مگر میرا خدا مخالف لوگ عبث اپنے تئیں تباہ کر رہے ہیں میں وہ پودا نہیں ہوں کہ ان کے ہاتھ سے اکھڑ سکوں اگر ان کے پہلے اور ان کے پچھلے اور ان کے زندے اور ان کے مردے تمام جمع ہو جائیں اور میرے مارنے کیلئے دعائیں کریں تو میرا خدا ان تمام دعاؤں کو لعنت کی شکل پر بنا کر ان کے منہ پر مارے گا۔ دیکھو صدہا دانش مند آدمی آپ لوگوں کی جماعت میں سے نکل کر ہماری جماعت میں ملتے جاتے ہیں۔ آسمان پر ایک شور برپا ہے اور فرشتے پاک دلوں کو کھینچ کر اس طرف لا رہے ہیں اب اس آسمانی کارروائی کو کیا انسان روک سکتا ہے؟ بھلا اگر کچھ طاقت ہے تو روکو وہ تمام مکر و فریب جو نبیوں کے مخالف کرتے رہے ہیں وہ سب کرو۔ اور کوئی تدبیر اٹھا نہ رکھو ناخنوں تک زور لگاؤ اتنی بد دعائیں کرو کہ موت تک پہنچ جاؤ پھر دیکھو کہ کیا بگاڑ سکتے ہو۔؟ خدا کے آسمانی نشان بارش کی طرح برس رہے ہیں مگر بد قسمت انسان دور سے اعتراض کرتے ہیں۔ جن دلوں پر مہریں ہیں ان کا ہم کیا علاج کریں۔ اے خدا! تو اس امت پر رحم کر۔ (آمین)

(مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد سوئم صفحہ ۳۸۸۔۳۹۳)

بقیہ: صفحہ اوّل

عطا کرے گا۔ حضور نے فرمایا کہ ساری دنیا کے اصلاح و تربیت کے پروگرام ہوں اور ہم قرآن و سنت کے طریق سے تعلق کاٹ کر اپنی عقل سے انہیں سلجھانے کی کوشش کریں تو یہ ناممکن بات ہے۔

حضور نے اس راہ میں آنے والی مشکلات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا کی راہ میں مشکلات آپ کی حفاظت کرتی ہیں۔ اگر یہ مشکلات نہ ہوتیں تو آج سے بہت پہلے آپ فنا ہو جاتے۔ یہی مشکلات آپ کو خدا کی طرف جھکنے پر مجبور کرتی ہیں۔ آپ کو مزید ترقیات ان مشکلات کی وجہ سے اس لئے ملتی ہیں کہ جب آپ ان مشکلات سے نہیں ڈرتے اور اللہ کی طرف جھکتے ہیں تو اللہ کی نصرت آپ کو ملتی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ ترقی کے نتیجے میں ہماری آزمائشیں بڑھیں گی اور لازم ہے کہ ان آزمائشوں کے نتیجے میں ہمارے سر خدا کے حضور اور جھک جائیں اور ہم اس کے شکر گزار بنیں۔

حضور نے فرمایا کہ اللہ کے فضل سے ہمیں بہت ترقی مل رہی ہے۔ ہر ملک کا فرض ہے کہ آنے والے کو بتائے کہ یہ طاقتیں تمہارے کام نہیں آئیں گی اگر تم نے خدا کو اپنا سہارا نہ سمجھا۔ حضور نے ترقیات کے ساتھ وابستہ خطرات کی نشان دہی کرتے ہوئے ان فتنوں کی سرکوبی کیلئے ابھی سے اقدام کرنے کی طرف بھی توجہ دلائی۔ حضور نے فرمایا کہ آنے والی مصیبتوں کا سب سے اہم حل یہ ہے کہ نئے آنے والوں کو ذاتی طور پر خدا کے ساتھ باندھ دیں۔ کثرت سے ان میں خدا والے لازماً پیدا کرنے پڑیں گے۔ اس کے بغیر ان قوموں کی حفاظت ممکن نہیں ہے۔ اس کیلئے جیسا کہ بتایا تھا کثرت سے تربیتی کلاسز کے اجراء کی ضرورت ہے۔ جن ممالک میں یہ ہو رہا ہے وہاں خدا کے فضل سے غیر معمولی برکت نصیب ہوئی ہے۔ ان میں اپنی قوم میں تبلیغ کا سلیقہ پیدا ہوا ہے۔ انہیں سمجھایا گیا ہے کہ ہر مشکل کے وقت دعا کرنی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ جرمنی میں بھی اسی بنیادی بات کو کامیابی نصیب ہو رہی ہے جو قرآن نے ہمیں سکھائی ہے کہ جب کثرت سے قومیں اسلام میں داخل ہو رہی ہوں گی تو ان میں سے کچھ لوگ مرکز میں پہنچیں اور وہاں تعلیم پاکر واپس جاکر لوگوں کو دین سکھائیں۔ حضور نے فرمایا کہ جب تک بیرونی لوگ کسی قوم کو پیغام دیتے رہتے ہیں وہ پیغام بیرونی رہتا ہے مگر جب ان میں سے لوگ اٹھ کھڑے ہوں جو پیغام سمجھنے کے بعد اپنی قوم میں پیغام پھیلائیں تو اسے غیر معمولی برکت ملتی ہے۔

حضور نے فرمایا جوں جوں جلسہ کا وقت قریب آ رہا ہے ہمیں اپنے کام کی رفتار کو تیز تر کرنے کی ضرورت ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اگر اس بڑھنے کے نتیجے میں آپ کو تکبر کی بجائے عاجزی ملی ہے تو آپ ضرور کامیاب ہوں گے ورنہ آپ کی تربیتی کلاسز کو کچھ بھی کامیابی نصیب نہیں ہوگی۔

حضور نے یہ بھی نصیحت فرمائی کہ جو قومیں آپ میں داخل ہو رہی ہیں ساتھ ساتھ ان کو فیض پہنچانا بھی ضروری ہے۔ کچھ قومیں ایسی ہیں جو کسمپرسی کی حالت میں غربت کا شکار ہیں۔ لیکن بہت ایسی ہیں جو اس قسم کی مالی امداد کی محتاج نہیں مگر ان کی اقتصادی حالت کو بہتر بنانے کی کچھ نہ کچھ کوشش ضرور کرنی ہوگی۔ حضور نے تفصیل سے اس مضمون کو سمجھاتے ہوئے فرمایا کہ دوسرے کو مالی قربانی کا فیض بخشنا یہ سب سے بڑا فیض ہے اور مالی قربانی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے روزمرہ کی ضرورتوں کو پورا کرنا یہ ادنیٰ درجہ کا فیض ہے۔ اس سے بڑھ کر فیض یہ ہے کہ وہ جو مانگنے والا ہاتھ ہے اسے عطا کرنے والا ہاتھ بنائیں۔

حضور نے فرمایا کہ غریبوں کیلئے محسن بن جائیں اسلئے نہیں کہ اس کے نتیجہ میں وہ احمدی ہو جائیں اس غربت کے ازالہ کو مؤلفۃ القلوب کے مضمون سے نہ ملائیں۔ ایسی خدمت کرنے کی تحریکوں میں شامل ہوں جو خالصۃً اللہ کے بندوں کی خدمت کرنے والی تحریکیں ہیں۔ ساری دنیا میں اس طرف توجہ کرنی چاہئے اور جو مٹی میں پڑے ہوئے ہیں ان کو اٹھا کر اپنے پاؤں پر کھڑا کرنا یہ ایسے کام ہیں جن میں شامل ہونا چاہئے۔

حضور نے تاکیدی نصیحت فرمائی کہ جو آئندہ دو تین ماہ ہیں ان میں خصوصیت سے ان نصائح کی طرف متوجہ ہوں۔ جتنا زیادہ آپ احسان کریں گے اللہ اتنا ہی احسان کرے گا۔ جتنا خدا کا شکر کریں گے اتنا ہی اور بڑھیں گے۔

افسوس! اہلیہ مکرم عبدالرشید صاحب نیاز مرحوم درویش وفات پاگئیں

انا للہ وانا الیہ راجعون

افسوس! محترمہ سکینہ بیگم صاحبہ بیوہ مکرم عبدالرشید صاحب نیاز مرحوم آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان مختصر سی علالت کے بعد مورخہ ۷۔۶۔۹۷ کو اڑھائی بجے سحر وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحومہ ۱۹۲۹ء میں پیدا ہوئیں۔ نومبر ۱۹۴۵ء میں آپ کا نکاح مکرم چودھری عبدالرشید صاحب نیاز مرحوم سے ہوا۔ تقسیم ملک کا سانحہ رونما ہوا تو مرحومہ دو کم سن بچیوں کے ہمراہ عارضی طور پر پاکستان چلی گئیں۔ دونوں بچیاں ان پر مصائب لیام کی شدت کو برداشت نہ کر سکیں۔ اور تھوڑے ہی عرصہ بعد وفات پاگئیں۔ پاکستان میں آپ نے چھ سال جدائی میں گزارے اور پھر نومبر ۱۹۵۳ میں بذریعہ پاسپورٹ اپنے میاں کے ہمراہ پاکستان سے قادیان آگئیں۔ عرصہ درویشی میں پورا وقت نہایت صبر و شکر گزاری سے گزارا۔ آپ شوگر کی بیماری میں کئی سال سے مبتلاء تھیں۔ مورخہ ۳۱۔۵۔۹۷ کو صبح سے ہی نڈھال تھیں۔ مگر قریب چار بجے دل کی کمزوری سے بے بس ہو کر چارپائی پر گر پڑیں۔ فوری طور پر احتیاطی علاج کیا گیا اور احمدیہ شفاخانہ میں داخل کرایا گیا۔ جہاں بذریعہ وین گلوکوز نارمل سیلائین اور ادویات چڑھائی گئیں۔ مگر طبیعت نہیں سنبھل سکی اڑھائی بجے آخر شب آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ اسی روز دوپہر کو قبل نماز ظہر حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان نے مدرسہ احمدیہ کے صحن میں نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔

مرحومہ خدا تعالیٰ کے فضل سے نہایت دیندار مخلص اور فدائی تھیں اور صوم و صلوٰۃ کی پابند تھیں۔ ہر مالی قربانی کی تحریک میں بطیب خاطر حصہ لیتی تھیں۔ اور بہت سی خوبیوں کی مالک تھیں۔

مرحومہ کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں یادگار ہیں بیٹیاں شادی شدہ ہیں اور دو بیٹے مکرم عبدالوکیل صاحب اور مکرم عبدالقدیم صاحب تحریک جدید و صدر انجمن احمدیہ میں خدمت سلسلہ بجالا رہے ہیں۔ اور تیسرے بیٹے عبدالقدوس اپنا ذاتی کام کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ دعا ہے کہ وہ مرحومہ کو اپنی رحمت کی وسیع چادر میں لپیٹ لے اور اُن کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے آمین۔

بدر کی شرح میں اضافہ

ہندوستان کے خریداران کو مطلع کیا جاتا ہے کہ کاغذ، کمپیوٹر کمپوزنگ، آفسیٹ پرنٹنگ اور دیگر اخراجات کے بڑھ جانے کے باعث اخبار بدر کی طباعت کے اخراجات بڑھ چکے ہیں۔ صیغہ بدر باوجود ان تمام زائد اخراجات کے اصل لاگت سے بھی کم قیمت پر اخبار بدر خریداران کو دیتا آرہا ہے۔

اب ان موجودہ تمام امور کو مد نظر رکھتے ہوئے صیغہ بدر نے یکم جولائی ۱۹۹۷ء سے بدر کی شرح میں مبلغ/۱۰۰ روپے سالانہ چندہ سے بڑھا کر مبلغ/۱۵۰ روپے سالانہ چندہ کر دیا ہے۔ خریداران مطلع رہیں کہ یکم جولائی ۹۷ء سے بدر کی شرح سالانہ/۱۵۰ روپے ہوگی۔

(منیجر ہفت روزہ بدر)

دہلی میں "تحفظ ختم نبوّت" کے نام پر جلسہ

دیوبندی مولویوں کی ایک نئی شاطرانہ چال

اور

صداقت احمدیت کے چونکا دینے والے روشن حقائق

از محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

دیو بندی مولویوں کی طرف سے ۱۴؍ جون ۱۹۹۷ء کو مقام اُردو پارک جامع مسجد دہلی "تحفظ ختم نبوت" کے نام پر ایک کانفرنس منعقد کی گئی ہے۔ اِس کانفرنس کے لئے کس قدر پروپیگنڈہ کیا گیا۔ کس قدر تیاریاں کی گئیں۔ کہاں سے روپیہ آیا۔ کس طرح بے دریغ خرچ کیا گیا اور جامع مسجد دہلی کے سامنے وسیع و عریض پارک میں کتنی حاضری تھی۔ اس لحاظ سے یہ کانفرنس کامیاب رہی یا بُری طرح ناکام ہو گئی، اس پر تبصرہ کرنے کی نہ کوئی ضرورت ہے اور نہ کوئی فائدہ۔

جو بات اس موقع پر یاد دلانے والی ہے وہ صرف یہ ہے کہ آج سے دس سال قبل ۱۹۸۶ء کے اواخر میں خاص دیو بند میں اسعد مدنی صاحب نے تحفظ ختم نبوت کے نام پر ایک کانفرنس منعقد کر کے "قادیانیوں" کے خلاف جہاد کا اعلان کیا تھا۔ اس وقت ملکہ گنج دہلی کے ایک مسلمان دوست سید کاظم علی صاحب نے اس کانفرنس کے حوالے سے ایک خط لکھا تھا جو ہفت روزہ "اخبار نو" دہلی کی اشاعت مورخہ ۶؍ نومبر ۱۹۸۶ء میں "عوام کی عدالت" کے کالم میں شائع ہوا تھا۔ انہوں نے لکھا:-

"اسعد مدنی صاحب سے متعلق مراسلات پڑھ کر اندازہ ہوا کہ مولانا صاحب موصوف اپنے والد مرحوم کی "ساکھ کی بے ساکھیاں" لگا کر مسلم قوم کا استحصال کر رہے ہیں۔ کبھی "اسلامی فوج" کے نام پر چندہ۔ کبھی ہندوستان میں ارتداد کا ہوا دکھا کر سعودی حکومت و عوام سے چندہ، ایسی ہی مثالیں ہیں۔ سنا جا رہا ہے کہ اسعد صاحب اکتوبر کے اواخر میں ختم نبوت کانفرنس کرنے والے ہیں... شاید اس کا مقصد سعودی عربیہ۔ انگلینڈ۔ پاکستان۔ بنگلہ دیش ساؤتھ افریقہ کے مسلمانوں سے "ختم نبوت" جیسے عنوان پر بھاری رقوم سمیٹنا اور نئے محاذ کھول کر راجیہ سبھا تک جانے کی کوشش کرنی ہے۔

ہندوستان کے مسائل میں فسادات غربت و بے روزگاری۔ تعلیمی پسماندگی شامل ہیں۔ کیا اسعد صاحب بتا سکتے ہیں کہ انہوں نے خیرات کی راجیہ سبھا میں بیٹھ کر ان مسائل کو قابلِ اعتناء سمجھا ہے؟ ان سے درخواست ہے کہ وہ ہم پر رحم کریں اور دینِ اسلام پر رحم کریں اور اس طرح کی سطحی حرکتوں سے باز آئیں لیکن ذاتی مفاد پرست کبھی بھی ایسی سطحی حرکتوں سے باز آنے والے نہیں"

جیسا کہ مذکورہ مراسلہ نگار نے خدشہ ظاہر کیا تھا۔ ذاتی مفاد پرست کبھی بھی ایسی سطحی حرکتوں سے باز آنے والے نہیں تھے۔ چنانچہ دیو بند کی اس کانفرنس کے بعد مدراس، بھاگلپور (بہار) کالیکٹ (کیرلہ) اور بنگلور (کرناٹک) وغیرہ میں بھی اسی قسم کی کانفرنسیں ہوتی رہیں اور اپنے کیسے بھرے جاتے رہے اور سادہ لوح

مین وقف بورڈ دہلی کا تجزیہ درج کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ جو اخبار "قومی آواز" دہلی کی اشاعت ۱۵/۶/۹۷ میں شائع ہوا ہے۔ موصوف نے "قادیانیت" کے خلاف جلسے کو غیر ضروری قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ کچھ لوگ اس فتنے کا ہوا دکھا کر مسلمانوں میں اپنی کھوئی ہوئی ساکھ دوبارہ حاصل کرنا

جماعت احمدیہ ۱۹۸۶ء میں	جماعت احمدیہ ۱۹۹۶ء میں
☆-۸۶ء تک جماعت احمدیہ ۱۰۸ ممالک میں قائم ہو چکی تھی۔	۹۶ء تک ۱۵۲ ممالک میں قائم ہو چکی ہے۔
☆-۸۶ء میں ۲۴ ممالک میں ۳۵۴ نئی برانچیں قائم ہوئی تھیں۔	۹۶ء میں ۲۲۰۱ نئی برانچیں قائم ہوئیں۔
☆-۸۶ء تک پاکستان کے علاوہ مختلف ممالک میں ۲۰۰ مساجد تعمیر کرنے کی توفیق ملی تھی۔	۹۶ء میں ۱۰۵۰ بنی بنائی مساجد نمازیوں اور اماموں سمیت جماعت کو ملیں اور ۱۱۷ نئی مساجد تعمیر کرنے کی توفیق ملی۔
☆-۸۶ء میں سب سے زیادہ بیعتیں غانا مغربی افریقہ میں ۵۴۶ ہوئی تھیں (جبکہ ہندوستان میں نئے داخل ہونے والوں کی تعداد دو صد سے زائد نہیں تھی)	۹۶ء میں افریقہ میں دس لاکھ نئے احمدی ہوئے اور سینگال کے ۲۸ ممبران پارلیمنٹ جماعت میں داخل ہوئے۔
	۹۶ء کے ایک سال میں مجموعی طور پر ۹۶ ممالک کی ۱۸۲ قوموں کے ۱۶ لاکھ ۲ ہزار ۷۲۱ افراد نے احمدیت قبول کی جبکہ صرف ہندوستان میں ایک لاکھ دس ہزار افراد جماعت میں شامل ہوئے۔
☆-۸۶ء میں ۱۱ ممالک میں ریڈیو اور T.V پر جماعت کے مختصر پروگرام نشر ہوتے رہے۔	۹۶ء میں جماعت احمدیہ عالمگیر کے ذریعے سٹیلائٹ کے نظام پر MTA مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے ذریعے روزانہ ۲۴ گھنٹے کی اسلامی نشریات دنیا کے پانچوں براعظموں میں دیکھی اور سُنی جا رہی ہیں۔
☆-۸۶ء میں فرانسیسی اور اٹالین زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم شائع ہوئے اور روسی ترجمہ تیار ہوا۔	۹۶ء تک ۵۲ زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم شائع کرنے کی توفیق ملی۔
☆-اشاعت اسلام کے لئے افرادِ جماعت کے چندوں اور مالی قربانیوں سے جمع ہونے والے بجٹ کی میزان ۸۶ء میں ۲۱ کروڑ ۹۰ لاکھ تھی۔	۹۶ء میں اشاعت اسلام کے لئے جماعت احمدیہ عالمگیر کا بجٹ ایک ارب ۶ کروڑ ۹۳ لاکھ تک پہنچ چکا ہے۔
(بحوالہ اخبار بدر ۲۵ ستمبر ۱۹۸۶ء)	(بحوالہ اخبار بدر ۱۲۔ ۵ ستمبر ۱۹۹۶ء)
(تلخیص از خطاب حضرت امام جماعت احمدیہ بر موقع جلسہ سالانہ انگلستان ۲۶/۷/۸۶)	(تلخیص از خطاب حضرت امام جماعت احمدیہ بر موقع جلسہ سالانہ انگلستان ۲۴/۸/۹۶)

مسلمانوں کو "قادیانی فتنہ" سے متنبہ کیا جاتا رہا۔-- لیکن "مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی" کے مصداق صورتحال کو دیکھتے ہوئے اب دہلی میں بھی ایک "عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کرنا پڑا۔ اس کانفرنس کے ردّ عمل میں سراج احمد صاحب پراچہ چیئر

چاہتے ہیں..."

اب قبل اس کے کہ حالیہ کانفرنس کے حوالے سے کچھ گفتگو کی جائے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اکتوبر ۱۹۸۶ء میں دیو بند کی "عظیم الشان" کانفرنس اور جون ۱۹۹۷ء میں دہلی کی حالیہ "عظیم الشان"

کانفرنس کے درمیانی دس سالہ عرصہ کا سرسری جائزہ بھی لے لیا جائے کہ دیو بندیوں کا "قادیانیت" کے خلاف "جہاد" اللہ تعالیٰ کے حضور مقبول ہوا یا مردُود--!!

اس کا فیصلہ کرنا مندرجہ حقائق کے مطالعہ سے جو بطور نمونہ اسی صفحہ پر چوکھٹہ میں دیئے جا رہے ہیں۔ ایک موٹی عقل والے انسان کیلئے بھی بہت آسان ہو جائے گا۔

۱۹۸۶ء سے ۱۹۹۶ء کے دوران جماعت احمدیہ کی ہندوستان اور ساری دنیا میں حیرت انگیز ترقی کی رفتار یہ ظاہر کر رہی ہے کہ دیو بندیوں کا "قادیانیت کے خلاف جہاد" تو "قادیانیت" (احمدیت) کی ترقی میں کھاد کا کام کر رہا ہے۔ پس ان کا یہ "جہاد" تو سراسر ناکام ثابت ہوا۔ پھر خدا جانے یہ اپنے سعودی آقاؤں کو آمد و خرچ کے بالمقابل، نتائج کا حساب کتاب کس رنگ میں پیش کرتے ہیں۔-!!

یہ تو تھا تصویر کا ایک رُخ۔ دوسری طرف اگر ان کے ہاتھوں اسلام کی کچھ خدمت ہو رہی ہوتی۔ غیر مسلموں میں تبلیغ اسلام ہوتی۔ قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں تراجم کی اشاعت ہوتی۔ مخالفینِ اسلام کے اعتراضات کے مدلل جواب دینے اور عامۃ المسلمین بالخصوص نوجوان نسل کی دینی تعلیم و تربیت کے لئے کاوشیں ہوتیں تو ایسی "عظیم الشان" کانفرنسوں کے موقع پر کم از کم ایک آدھ تقریر میں اس پر روشنی ڈالی جاتی۔ کہ اتنے ہزار مشرک اور تثلیث پرست ہمارے ذریعے توحید کے پرستار بن گئے۔ اتنی زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم شائع کئے گئے اور تقسیم کئے گئے۔ غیروں کی طرف سے اسلام پر جو حملے کئے جا رہے ہیں اُن کے دفاع میں ہم نے یہ یہ لٹریچر تیار کیا ہے اور مسلمانوں کی مفت دینی تعلیم و تربیت کے لئے ہم نے یہ یہ انتظامات کئے ہیں۔ فاتحہ خوانی۔ نکاح خوانی۔ جنازہ پڑھانے اور تعویذ گنڈوں کے نفع مند دھندوں میں ہمارے تنخواہ دار مولوی جو نہایت بے رحمی سے غریب مسلمانوں سے پیسے بٹورتے ہیں اُن کی اصلاح کے لئے یہ یہ اقدامات ہم نے کئے ہیں۔ اگر ایسی معلومات سے مسلمان بھائیوں کو آگاہ کیا جاتا تو ان کے دلوں میں خود بخود ان کے لئے ہمدردی پیدا ہوتی۔ لیکن افسوس! کہ ایصالِ خیر کا یہ خانہ بھی خالی ہے۔ اب ہم بجز اس کے کیا کہیں ؎

کعبہ کس مُنہ سے جاؤ گے غالب
شرم تم کو مگر نہیں آتی!

اب آیئے حالیہ کانفرنس کی کچھ بات کرتے ہیں۔ قریباً چار گھنٹے کے اجلاس میں جن بڑے بڑے صاحبِ القاب مولانا نے تقاریر کیں اُن کی آڈیو اور ویڈیو کیسٹس ہمارے پاس موجود ہیں۔ "قادیانیت" کے خلاف وہی گھسے پٹے پُرانے فرسودہ اعتراضات اور لچر خیالات جو الیاس برنی اور یوسف لدھیانوی کی جھوٹی خرافات کا پس خوردہ ہیں، دہرائے چلے جاتے ہیں جن کا جماعت احمدیہ کی طرف سے بارہا مدلل اور مسکت جواب دیا جا چکا ہے اور "میں نہ مانوں" کی ہٹ دھرمی کرنے والوں کو لعنۃ اللہ علی الکاذبین کا تحفہ بھی پیش کیا جا چکا ہے۔ جس کے نتیجہ میں کئی "مجاہد" اپنے کیفر کردار کو پہنچ چکے ہیں۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں اخبار بدر کا ضخیم مسیح موعود نمبر جو دسمبر ۱۹۹۵ء میں شائع ہو چکا ہے۔

ایک نئی شاطرانہ چال

شکر ہے دیو بندیوں کو اب احساس ہو چلا ہے کہ ان

کی ساری تدبیریں خاک میں ملتی جارہی ہیں اور نہ صرف یہ کہ جماعت احمدیہ کی ترقی میں وہ کوئی روک حائل کرنے میں کامیاب نہیں ہو پا رہے ہیں بلکہ اس بڑھتے سیلاب میں خود ان کے اپنے پاؤں اُکھڑ چکے ہیں۔ لہٰذا اب اپنے پاؤں جمانے کی غرض سے اس کانفرنس کے موقع پر ایک نئی شاطرانہ چال چلی گئی ہے۔ جس کا سہرا اسعد مدنی کے سر باندھا جارہا ہے۔ وہ یہ کہ قادیانیوں کو ہندوستان کی آزادی کا مخالف ثابت کیا جائے کیونکہ "قادیانیت" کو انگریزوں کا خود کاشتہ پودا قرار دینے کی کوشش تو بے بنیاد اور باطل ثابت ہو چکی ہے اور جبر و تشدد کی وہ دلی آرزوئیں، جن کی داستانیں ہمسایہ ملک پاکستان سے سُنی جاتی ہیں، ہندوستان کی سیکولر حکومت میں پوری ہونی ممکن نظر نہیں آتیں۔ (تاہم یہاں بھی جہاں داؤ لگتا ہے لگا لیا جاتا ہے) لہٰذا اب پہلو بدل کر اکثریتی فرقہ کو جماعت احمدیہ کے خلاف Poison کرنے کے لئے یہ چال سوچی گئی کہ قادیانیوں کو ہندوستان کی آزادی کا مخالف ثابت کیا جائے۔

چنانچہ اس سلسلہ میں دیوبندیوں کی طرف سے کی گئی پریس کانفرنس میں اور پھر جلسہ میں تقریر کے دوران اسعد مدنی نے جماعت احمدیہ پر یہ الزام عائد کیا کہ یہ جماعت آزادیٔ ہند کی مخالف رہی ہے۔

حقیقت کیا ہے؟

سمجھدار دوستوں کو مندرجہ ذیل حقائق کی روشنی میں دیوبندیوں کے اس الزام کا جائزہ لینا چاہئے۔

(۱)۔ جماعت احمدیہ کی بنیاد ۱۸۸۹ء میں رکھی گئی۔

(۲)۔ انگریزی حکومت میں سیاسی طور پر حضرت بانی جماعت احمدیہ کے معزز خاندان نے جو خدمات سرانجام دیں یا ۱۸۵۷ء کے غدر میں جو کردار ادا کیا۔ اُس کا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی بانی جماعت احمدیہ اور جماعت احمدیہ سے براہِ راست کوئی تعلق نہیں ہے۔

(۳)۔ یہ سراسر بہتان اور افتراء عظیم ہے کہ انگریزوں نے اپنے مفادات کے تحفظ کی خاطر بانی جماعت احمدیہ کو کھڑا کیا تھا۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

(۴)۔ قرآن کریم اور اسلام کی یہ بنیادی تعلیم ہے کہ جس حکومت میں رہو اُس کے وفادار رہو۔ اور بغاوت اور فساد کے طریقوں سے بچتے رہو۔ تم اپنے فرائض ادا کرتے رہو اور حکومت اگر رعایا کے حقوق ادا نہ کرتی ہو تو مناسب رنگ میں قانون کے اندر رہتے ہوئے اس کو حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ دلاؤ۔ اس سے بھی اصلاح نہ ہو تو خدا تعالیٰ جو مالک الملک ہے اُس سے دُعا کرو کہ ظالم حکومت سے نجات عطا کرے۔

(۵)۔ جہاں کہیں حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ نے انگریزی حکومت کی تعریف فرمائی ہے وہ کسی لالچ یا دنیاوی مفاد کی خاطر نہیں بلکہ محض اُس کے عدل و انصاف اور مذہبی آزادی کے سبب تعریف فرمائی ہے اور جہاں تک اُن کے اپنے مذہب اور تہذیب کا تعلق تھا اس کی ہر رنگ میں تردید اور بطلان ثابت کرنے کی کوشش فرمائی اور عیسائی حکومت کے ماتحت رہتے ہوئے بھی علی الاعلان عیسائی مذہب کا بطلان ثابت کرنا تقریر و تحریر سے کوئی معمولی جہاد نہ تھا۔

(۶)۔ جہاں تک آزادیٔ ہند کے لئے بحیثیت ایک ہندوستانی کوشش کرنے کا تعلق تھا، اکابرینِ جماعت احمدیہ نے ہر اُس طریق کو اختیار کیا جس کی اسلامی تعلیم اجازت دیتی تھی۔ اور ہر اُس طریق سے اجتناب کیا جو اسلامی تعلیم سے متعارض اور مخالف تھا۔

حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ اور آپ کے خلفاء کرام نے جماعت کو ہمیشہ یہی تعلیم دی کہ وہ کسی ہڑتال۔ تحریک عدم تعاون یا بغاوت میں ہرگز شامل نہ ہوں۔ البتہ قانون کے اندر رہ کر اپنے حقوق پُر امن طریق پر حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ یہی وہ قومی کریکٹر ہے جس کی وجہ سے احمدیوں نے کبھی کسی ہڑتال یا اسٹرائیک میں حصہ نہیں لیا۔ یہی اُصول انگریزوں کے دور میں بھی تھا اور یہی اُصول آزادیٔ ہند کے بعد بھی ہے۔ چنانچہ مسٹر جسونت سنگھ جرنلسٹ نے جماعت احمدیہ کے اس قومی کیریکٹر کا اعتراف کرتے ہوئے لکھا تھا کہ :-

"یہ بات ان (احمدیوں) کے بنیادی اصولوں اور مذہبی عقائد میں شامل ہے کہ وہ حکومت کے ساتھ تعاون کریں اور کسی صورت میں بھی اسٹرائیک، تحریک عدم تعاون یا بغاوت یا غیر قانونی کارروائی میں شامل نہ ہوں۔" (ہندوستان ٹائمز کلکتہ ۲۵ ستمبر ۱۹۵۱ء)

(۷)۔ ۱۹۴۲ء میں جبکہ ہندوستان کی آزادی کی بات چل رہی تھی اور سر سٹیفورڈ کرپس ہندوستان کی آزادی کا ایک ایسا فارمولا لیکر آئے تھے جس سے مسلم لیگ اور کانگریس دونوں کو اتفاق نہیں تھا۔ اور کرپس مشن کی ناکامی کے بعد ہندوستان اور انگلستان کے درمیان زبردست تعطّل پیدا ہو چکا تھا اور باہمی سمجھوتہ کے امکانات بظاہر ختم ہو چکے تھے اور عام طور پر یہ سمجھا جارہا تھا کہ ہندوستان کو آزاد کرنے کا سوال ایک عملی سیاست کے طور پر انگلستان کے سیاسی مدبروں کے سامنے نہیں آسکتا۔ ایسے مخدوش اور ناموافق حالات میں ۱۲ر جنوری ۱۹۴۵ء کو امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب نے ہندوستان کی آزادی کے لئے ایک خطبہ ارشاد فرمایا اور انگریزوں سے یہ اپیل کی کہ وہ ہندوستان کو آزادی دیں۔ چنانچہ انہوں نے فرمایا :-

"اے انگلستان ! تیرا فائدہ ہندوستان سے صلح کرنے میں ہے۔ خدا تعالیٰ کا منشاء یہی ہے کہ تم دونوں مل کر کام کرو اور دونوں مل کر دنیا میں امن قائم کرو دونوں مل کر دنیا میں صحیح آزادی کو قائم کرو۔

اس طرح آپ نے اسی خطبہ میں یہ بھی فرمایا کہ :-

ہندوستان کی مختلف قومیں آپس میں صلح کریں۔ مسلمان اور ہندو کانگریس اور مسلم لیگ اور دوسری سیاسی پارٹیاں پہلے آپس میں صلح کریں۔

اسی خطبہ میں حضرت امام جماعت احمدیہ نے ہر احمدی کو آواز دی کہ اس کا فرض ہے کہ وہ گاؤں گاؤں اور شہر شہر پھر کر ہندوستان کی آزادی کی آواز کو بلند کرے۔ (روزنامہ الفضل قادیان ۱۷ر جنوری ۱۹۴۵ء)

☆۔ فروری ۱۹۴۵ء میں حکومت ہند نے احمدیت کے مایۂ ناز فرزند حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ کو جو ان دنوں ہندوستان کی فیڈرل کورٹ کے جج تھے، کامن ویلتھ ریلیشنز کانفرنس میں ہندوستانی وفد کے قائد کی حیثیت سے انگلستان بھجوایا۔ آپ نے سرکاری نمائندہ ہونے کے باوجود حضرت امام جماعت احمدیہ کے خطبہ کی روشنی میں آزادیٔ ہند کا مطالبہ ایسے پُر زور اور اثر انگیز الفاظ میں پیش فرمایا کہ پوری دنیا میں ایک تہلکہ مچ گیا۔ چنانچہ حضرت چوہدری صاحبؓ نے اپنے خطاب میں انگریزوں کو آگاہ کیا کہ :-

"ہندوستان کو اپنے حصول مقصد سے زیادہ دیر تک روکا نہیں جا سکتا۔ ہندوستان نے برطانوی قوموں کی آبادی کی حفاظت کے لئے پچیس لاکھ فوج میدان میں بھیجی ہے مگر وہ اپنی آزادی کے لئے دوسروں سے بھیک مانگ رہا ہے.... ہندوستان کب تک انتظار کر سکتا ہے؟ وہ آزادی کی طرف پیشقدمی کر چکا ہے۔"

روزنامہ پرتاپ نے ۲۲ر فروری ۱۹۴۵ء کی اشاعت میں لکھا تھا کہ

"لندن میں چوہدری صاحب نے جو تقریریں کی ہیں ان سے ہندوستان میں تو کیا ساری کامن ویلتھ میں تہلکہ مچ گیا ہے.... آپ نے برطانوی حکمرانوں کو وہ کھری کھری سنائیں کہ سننے والے دنگ رہ گئے۔"

پنڈت جواہر لال نہرو کا خراج تحسین :-

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے جب کامن ویلتھ کانفرنس میں تقریر کی تو ان دنوں پنڈت جواہر لال نہرو اورنگ آباد دکن کے قلعے میں نظر بند تھے پنڈت جی نے یہ تقریر وہیں اُس قلعے میں سُنی۔ جب چوہدری صاحب نے اپنی تقریر ختم کی تو پنڈت جی نے فرمایا :-

"اس شخص نے تو ہم سے بھی بڑھ کر بے باکی سے حکومت برطانیہ کو متنبہ کیا ہے"

یہ بات کانگریسی لیڈر مسٹر آصف علی صاحب نے حضرت چوہدری صاحب کو بتائی تھی۔

(بحوالہ "تحدیث نعمت" مؤلف حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب ایڈیشن دوم صفحہ ۴۹۴)

پس ان حقائق کی روشنی میں یہ کہنا کہ جماعت احمدیہ آزادیٔ ہند کی مخالف رہی ہے بالکل بے بنیاد اور من گھڑت الزام ہے اور ایسا تاثر پیدا کرنے والے دراصل ایک امن پسند اور محبِ وطن اور روحانی جماعت پر صریح بہتان تراشی اور جھوٹے پروپیگنڈہ کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

یہ تو رہی جماعت احمدیہ کے صاف اور شفاف کردار کی بات۔ اب آیئے ذرا شیش محل میں بیٹھ کر دوسروں پر پتھر پھینکنے والے دیوبندیوں کا حال دیکھیں۔ اس میں کیا نظر آتا ہے۔

اہلحدیث لیڈر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے لکھا تھا کہ :-

"مفسدہ ۱۸۵۷ء میں جو مسلمان شریک ہوئے تھے وہ سخت گناہ گار اور بحکم قرآن و حدیث وہ مفسد، باغی، بدکردار تھے"

نیز لکھتے ہیں :- "اس گورنمنٹ سے (یعنی انگریزی حکومت سے) لڑنا یا ان سے لڑنے والوں کی کسی نوع سے مدد کرنا صریح غدر اور حرام ہے"

(رسالہ اشاعۃ السنۃ جلد ۹ نمبر ۱۰ صفحہ ۳۰۸-۴۸)

اسی طرح اہل حدیث اور دیوبندی فرقہ کے چوٹی کے عالم مولانا نذیر احمد صاحب دہلوی نے لکھا تھا کہ :-

"سارے ہندوستان کی عافیت اسی میں ہے کہ کوئی اجنبی حاکم اس امر پر مسلط رہے جو نہ ہندو ہو نہ مسلمان ہو، کوئی سلاطین یورپ میں سے ہو۔ مگر خدا کی بے انتہا مہربانی اس کی مقتضی ہوئی کہ انگریز بادشاہ ہوئے۔"

(مجموعہ لیکچرز مولانا نذیر احمد دہلوی صفحہ ۴۰۵ مطبوعہ ۱۸۹۰ء)

دارالعلوم دیوبند کے رسالہ "دیوبند کی سیر اور اس کی مختصر تاریخ" مطبوعہ یکم ستمبر ۱۹۱۷ء پرنٹنگ ورکس دہلی میں لکھا ہے :-

"ہر مومن مسلمان سے استدعا ہے کہ وہ گورنمنٹ عالیہ کے لئے جس کے عہد حکومت میں ہر فرد بشر نہایت عیش و آرام سے اپنی زندگی بسر کر رہا ہے... ضرور دن اور رات اُٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے غرض ہر لمحہ اور ہر ساعت میں دُعا کریں... کہ اے خدا!! تو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے انہیں مسند حکومت پر حکمران و قائم رکھ"

دیوبندیوں کا یہ دو رُخی چہرہ دنیا والے تو دیکھ ہی رہے ہیں مگر اے کاش! کہ اس آئینہ میں کبھی انہیں بھی اپنا چہرہ دیکھنے کی توفیق نصیب ہو۔!!

قادیانیوں کو دعوتِ اسلام

حالیہ کانفرنس کے خطبہ استقبالیہ کے آخر میں "قادیانیوں" کو ان الفاظ میں دعوتِ اسلام ہوئی ہے :-

"قادیانیوں کے لئے دو ہی راستے ہیں یا تو وہ اپنے باطل عقائد چھوڑ کر سچے پکے مسلمان بن جائیں یا پھر اگر انہیں اپنے باطل عقائد ہی عزیز ہیں تو پھر اپنے آپ کو مسلمان کہہ کر دامنِ اسلام کو داغدار نہ کریں اور فدائین رسالت کے دلوں کو ٹھیس نہ پہنچائیں۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ اسلام کی طرف دعوت دینے والا ہے کون۔ کس کی نمائندگی میں اور کس اسلام کی طرف بلا رہا ہے؟ ہمارے سامنے اس وقت دیوبندی مولوی ہیں جو ہمیں یہ دعوت دے رہے ہیں کہ باطل عقائد چھوڑ کر سچے اور پکے مسلمان بن جائیں۔

اگر ان کی مراد اس سے یہ ہے کہ احمدی بھی دیوبندیوں جیسے سچے اور پکے مسلمان بن جائیں تو انہیں پہلے یہ ثابت کرنا پڑے گا کہ :-

۱۔ ہم وہ سچے اور پکے مسلمان ہیں جو مسلمانوں کے ۷۳ فرقوں کے درمیان اپنے عقائد اور اعمال کے لحاظ سے خدا اور اُس کے رسول کی تائید و نصرت کے اس رنگ میں نشان رکھتے ہیں کہ ہمارے ہر قول و فعل کی اساس قرآن کریم اور سنت نبویؐ میں دیکھی اور پرکھی جا سکتی ہے۔

۲۔ اگر قرآن کریم اور سنت نبویؐ کے حوالے سے خدا تعالیٰ اور اُس کے رسول کی تائیدی سند پیش نہیں کر سکتے اور اکثر و بیشتر عقائد و اعمال قرآن کریم اور سنت کے متعارض و مخالف نظر آرہے ہوں تو کم از کم یہ ثابت کریں کہ ہم وہ نمائندہ اسلام ہیں جن کے سچے اور پکے مسلمان ہونے میں دوسرے تمام فرقے متفق ہیں اور کسی فرقہ کو اس سے اختلاف نہیں ہے۔

۳۔ اگر یہ بھی ثابت نہیں کر سکتے تو کم از کم اس بات کا ثبوت پیش کریں کہ صرف ہمارا فرقہ وہ واحد فرقہ ہے جو دوسرے فرقوں کے فتاویٰ تکفیر سے پاک اور مبرّا ہے جبکہ دوسرے فرقے ایسے فتاویٰ تکفیر سے مبرّا نہیں ہیں۔

جب تک دیوبندی مولوی اس طور پر اپنے آپ کو اس امر کا اہل ثابت نہیں کرتے کہ وہ تمام اصطلاحی یا غیر اصطلاحی حقیقی یا فرضی غیر مسلموں کو دعوت اسلام دینے اور اپنے فرقہ میں شامل کرنے کے مجاز قرار دیئے گئے ہیں یا حق رکھتے ہیں تب تک اُن کی طرف سے دعوتِ اسلام محض ایک دکانداری کا رنگ رکھتی ہے اس سے بڑھ کر اس کی کچھ حیثیت نہیں ہے۔

لہٰذا دیوبندیوں نے "قادیانیوں" کے لئے جو دو راستے کھولے تھے اُن میں سے پہلا راستہ تو چاروں طرف سے مسدود پایا گیا۔ دوسرے راستے کی راہنمائی کی ویسے ہی ضرورت نہیں تھی کیونکہ ہم نے آپ سے پوچھ کر تو اپنا نام نہیں رکھا تھا۔ ہمارا نام تو خدا نے اور اس کے حبیب حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان رکھا ہے اور دوسرے ۷۲ فرقوں سے امتیاز کی غرض سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جمالی صفت کے نام احمد کی مناسبت سے اس جماعت کا نام احمدی مسلمان رکھا گیا ہے۔ فکر تو وہ کریں جنہوں نے مختلف شہروں، اداروں اور مختلف مسلک کے لاموں کے ناموں

پر اپنے فرقوں کے نام رکھ لئے ہیں جن کی تعداد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق ۷۲ تک پہنچ گئی ہے۔

اب آخر میں زیادہ تفصیل میں نہ جاتے ہوئے اِس امر کے ثبوت میں کہ دیوبندی فرقہ جو ہمیں دعوتِ اسلام دے رہا ہے، اُس کی دوسرے فرقوں کے نزدیک کیا حیثیت ہے نمونہ کے طور پر چند حوالے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں :-

۱- دیوبندیوں کو دیگر مسلمانوں نے انگریزوں کے ایجنٹ قرار دیا تھا۔ چنانچہ لکھا ہے :-

"تھانہ بھون میں مولوی اشرف علی صاحب تھانوی و پنجاب میں مولوی حسین علی برطانوی محکمہ کے سول ایجنٹ تھے۔ یہاں تک کہ تھانوی صاحب کو انگریزی سرکار سے مال و دولت کے خاص ڈبل وظیفے مقرر کر دیئے گئے تھے۔ ملاحظہ ہو مکالمۃ الصدرین مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی دیوبندی صفحہ ۹۔

(بحوالہ دیوبندی مذہب مصنفہ مناظر اسلام حضرت مولانا غلام مہر علی صاحب ناشر مکتبہ حامدیہ گنج بخش روڈ لاہور صفحہ ۷۸-۷۹)

۲- "کلکتہ میں جمعیت العلماء اسلام حکومت کی مالی امداد اور اس کے ایماء سے قائم ہوئی ہے.... گفتگو کے بعد طے ہوا کہ گورنمنٹ ان (دیوبندیوں) کو کافی رقم اس مقصد کے لئے دے گی۔ چنانچہ ایک بیش قرار رقم اس کے لئے منظور کر لی گئی اور اس کی ایک قسط مولانا آزاد سبحانی صاحب کے حوالے بھی کر دی گئی۔ اس روپیہ سے کلکتہ میں کام شروع کیا گیا" (ایضاً صفحہ ۳۵۸)

۳- تبلیغی جماعت جو دیوبندیوں کی ہی ایک شاخ ہے ان کے متعلق بھی یہی کہا جاتا ہے کہ انہیں مسلمانوں کے درمیان تفرقہ پیدا کرنے کے لئے انگریزوں نے کھڑا کیا تھا۔ چنانچہ لکھا ہے :-

"چنانچہ اس عظیم مقصد کے لئے انگریزوں نے حالی امداد کا سہارا دیکر مولانا الیاس کو کھڑا کیا"

"اس ضمن میں مولانا حفظ الرحمٰن صاحب نے کہا کہ مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغی تحریک کو ابتداءً حکومت کی جانب سے بذریعہ حاجی رشید احمد کچھ روپیہ ملتا تھا۔ پھر بند ہو گیا" (مکالمۃ الصدرین صفحہ ۸ شائع کردہ دیوبند")

(بحوالہ تبلیغی جماعت حقائق و معلومات کے اُجالے میں" علامہ ارشد القادری مکتبہ جام نور نئی دہلی ۲)

۴- دیوبندیوں کے بارہ میں اکابر علماء کا فتویٰ

"وہابیہ دیوبندیہ اپنی عبارتوں میں تمام اولیاء انبیاء حتّٰی کہ حضرت سید الاوّلین و آخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی اور خاص ذات باری تعالیٰ شانہٗ کی اہانت و ہتک کرنے کی وجہ سے قطعاً مرتد و کافر ہیں.... مسلمانوں کو چاہیے کہ ان سے بالکل ہی محترز، مجتنب رہیں۔

ان کے پیچھے نماز پڑھنے کا تو ذکر ہی کیا اپنے پیچھے بھی ان کو نماز نہ پڑھنے دیں۔ اور نہ اپنی مسجدوں میں گھسنے دیں۔ نہ اُن کا ذبیحہ کھائیں اور نہ اُن کی شادی غمی میں شریک ہوں نہ اپنے ہاں ان کو آنے دیں۔ یہ بیمار ہوں تو عیادت کو نہ جائیں۔ مریں تو گاڑنے توپنے میں شرکت نہ کریں۔ مسلمانوں کے قبرستان میں جگہ نہ دیں۔ غرض ان سے بالکل احتیاط و اجتناب رکھیں۔

... پس وہابیہ دیوبندیہ سخت سخت اَشد مرتد و کافر ہیں ایسے کہ جو ان کو کافر نہ کہے خود کافر ہو جائے۔ اُس کی عورت اُس کے عقد سے باہر ہو جائے گی اور جو اولاد ہو گی وہ حرامی ہو گی اور از روئے شریعت ترکہ نہ پائے گی۔"

یہ فتوے دینے والے صرف ہندوستان ہی کے علماء نہیں ہیں بلکہ جب وہابیہ دیوبندیہ کی عبارتیں ترجمہ کر کے بھیجی گئیں تو افغانستان و خیوا و بخارا و ایران و مصر و روم و شام اور مکہ معظمہ و مدینہ منورہ وغیرہ تمام دیار عرب و کوفہ و بغداد شریف غرض تمام جہان کے علماء اہلِ سنت نے بالاتفاق یہی فتویٰ دیا"

(خاکسار محمد ابراہیم بھاگلپوری باہتمام شیخ شوکت حسین منیجر کے حسن برقی پریس اشتیاق منزل نمبر ۶۳ ہیوٹ روڈ لکھنؤ میں چھپا۔ سن اشاعت درج نہیں۔ قیامِ پاکستان سے قبل کا فتویٰ ہے)

۵- وہابیہ وغیرہ مقلدین زمانہ باتفاق علماء حرمین شریفین کافر و مرتد ہیں ایسے کہ جو ان کے اقوالِ ملعونہ پر اطلاع پاکر اُنہیں کافر نہ جانے یا شک ہی کرے خود کافر ہے۔ اُن کے پیچھے نماز ہوتی ہی نہیں۔ ان کے ہاتھ کا ذبیحہ حرام ہے۔ ان کی بیویاں نکاح سے نکل گئیں۔ ان کا نکاح کسی مسلمان کافر یا مرتد سے نہیں ہو سکتا۔ ان کے ساتھ میل جول کھانا پینا اٹھنا بیٹھنا سلام کلام سب حرام۔ ان کے مفصل احکام کتاب مستطاب حُسام الحرمین شریف میں موجود ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مہر مہر مہر
دارالافتاء مدرسہ اہل سنت والجماعت بریلی — آل رسول احمد شیخ احمد خان رضوی سُنی حنفی قادری — رضاخان بریلی

ان فتاویٔ تکفیر کے آئینہ میں اپنا چہرہ دیکھ کر دیوبندی مولویوں کو جماعت احمدیہ کے بارہ میں بے بنیاد جھوٹا اور غلط پروپگنڈہ کرنے سے باز آجانا چاہیے۔ جماعت احمدیہ کے عقائد و اعمال عین قرآن کریم اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہیں۔ جیسا کہ خود بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام نے نہایت صاف صاف الفاظ میں اعلان فرما دیا ہے کہ :-

"جن پانچ چیزوں پر اسلام کی بنیاد رکھی گئی ہے وہ ہمارا عقیدہ ہے اور جس خدا کے کلام یعنی قرآن کو پنجہ مارنا حکم ہے ہم اُس کو پنجہ مار رہے ہیں۔ اور فاروق رضی اللہ عنہ کی طرح ہماری زبان پر حسبنا کتابُ اللّٰہ ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح اختلاف اور تناقض کے وقت جب حدیث اور قرآن میں پیدا ہو، قرآن کو ہم ترجیح دیتے ہیں۔ اور ہم اِس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائک حق اور حشر اجساد حق اور روزِ حساب حق اور جنت حق اور جہنم حق ہے اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو کچھ اللہ جلشانہٗ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور جو کچھ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ سب بلحاظ بیان مذکورہ بالا حق ہے اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شخص اِس شریعتِ اسلام میں سے ایک ذرہ کم کرے یا ایک ذرہ زیادہ کرے یا ترک فرائض اور اباحت کی بنیاد ڈالے وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اس کلمہ طیبہ پر ایمان رکھیں کہ لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ۔ اور اسی پر مریں، اور تمام انبیاء اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے ان سب پر ایمان لاویں۔ اور صوم اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور خدا تعالیٰ اور اُس کے رسول کے مقرر کردہ تمام فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں۔ غرض وہ تمام اُمور جن پر سلفِ صالحین کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ اُمور جو اہل سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں اُن سب کا ماننا فرض ہے۔ اور ہم آسمان اور زمین کو اِس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے اور جو شخص مخالف اس مذہب کے کوئی اور الزام ہم پر لگاتا ہے وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑ کر ہم پر افتراء کرتا ہے اور قیامت میں ہمارا اُس پر یہ دعویٰ ہے کہ کب اُس نے ہمارا سینہ چاک کر کے دیکھا کہ ہم باوجود ہمارے اس قول کے دل سے ان اقوال کے مخالف ہیں۔

"الا ان لعنة اللّٰه علی الکاذبین والمفترین"
(ایام الصلح صفحہ ۸۶-۸۷ مطبوعہ جنوری ۱۸۹۹ء)

اسی طرح حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام ایک اور جگہ بیان فرماتے ہیں :-

".... مجھے اللہ جلشانہٗ کی قسم ہے کہ میں کافر نہیں۔ لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ و خاتم النبیین پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت میرا ایمان ہے۔ میں اپنے اس بیان کی صحت پر اس قدر قسمیں کھاتا ہوں جس قدر خدا تعالیٰ کے پاک نام ہیں اور جس قدر قرآن کریم کے حرف ہیں اور جس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تعالیٰ کے نزدیک کمالات ہیں۔ کوئی عقیدہ میرا اللہ اور رسولؐ کے فرمودہ کے خلاف نہیں اور جو کوئی ایسا خیال کرتا ہے خود اس کی غلط فہمی ہے۔ اور جو شخص مجھے اب بھی کافر سمجھتا ہے اور تکفیر سے باز نہیں آتا وہ یقیناً یاد رکھے کہ مرنے کے بعد اُس کو پوچھا جائے گا"
(کرامات الصادقین صفحہ ۲۵)

وماعلینا الا البلاغ المبین و آخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ ربّ العلمین

بقیہ : صفحہ ۱۲

ہیپر سلف پرانے موکلوں میں جو ٹھیک نہ ہوں مفید ہے۔ جلد پر خارش ہوتی ہے اور جسم پر دانے بن جاتے ہیں۔ جلد پر چھلکے اور کھرنڈ بننے لگتے ہیں جو اکثر ایگزیموں میں پائے جاتے ہیں۔ اگر یہ کھرنڈ کان کے پیچھے اور گلے کے اردگرد ہوں اور ان سے گوند کی طرح کا چپکنے والا مواد رسنے لگے تو گریفائٹس سے آرام آتا ہے، اگر سر کے اوپر کھرنڈ کی تہہ سی بن جائے تو میزریم (Mezereum) اس کی چوٹی کی دوا ہے۔ اس قسم کے کھرنڈ جو کسی دوا سے ٹھیک نہ ہوں چاہے ان میں سے مواد نکلے یا نہیں ہیپر سلف کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔

احمدیت یعنی حقیقی اسلام...... مالایالم زبان میں

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے سیدنا حضرت مصلح موعود کی مایہ ناز ضخیم کتاب احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا مالایالم ترجمہ مورخہ ۱۸ر مئی ۹۷ء کو کینانور میں منعقدہ مجلس خدام الاحمدیہ کے سالانہ صوبائی اجتماع میں شائع ہوا۔ کینانور یونیورسٹی کے Pro.Vice Chancellor ڈاکٹر الیگزانڈر نے کیرلہ کے اسلامیات کے ایک سکالر شری مان دانی جیارام کو ایک کاپی دیکر اس کتاب کی اشاعت کا افتتاح کیا۔ ۳۶۰ صفحات پر مشتمل یہ کتاب محترم این عبدالرحیم صاحب ایڈیٹر ستیہ دوتن کی ترجمہ کردہ ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے اور یہ کتاب بہتوں کی ہدایت کا موجب بنے۔
(محمد عمر مبلغ انچارج کیرلہ)

یاد رفتگان

آہ میری پھوپھی جان

میری پھوپھی جان آپا امتہ القیوم بیگم اہلیہ خواجہ صلاح الدین ڈار صاحب آف آسنور کشمیر مورخہ ۱۱ر جون ۱۹۹۷ء بروز بدھوار اس دار فانی سے رحلت فرما گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحومہ خدا کے فضل سے نہایت دین دار، مخلص اور فدائی خاتون تھیں۔ راتوں کو اُٹھ کر تہجد ادا کرنا۔ نمازوں کا التزام تلاوت قرآن کریم مرحومہ کا خاص مشغلہ تھا۔ مرحومہ کو خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ان تمام اوصاف حمیدہ سے نوازا جن کا مومن اور نیک صفت بیویوں میں پایا جانا ضروری ہوتا ہے۔ اپنے اور پرائے کی خدمت میں کبھی کوئی فرق نہ آنے دیا۔ ہر حاجت مند کی حاجت اپنی حیثیت کے مطابق روا کرنے کی سعی کرتیں۔ بیحد مہمان نواز تھیں۔ خاوند جو دائم المریض ہیں کا ہر طرح سے خیال رکھتی تھیں۔ زندگی میں کبھی کسی کے ساتھ تلخ کلامی نہیں کی بلکہ صبر و رضا کی راہوں پر چلتی رہی۔ پچھلے ایک سال سے بیمار چلی آرہی تھیں۔ کافی علاج معالجہ ہوا لیکن خدا کی تقدیر پوری ہوئی۔ ۱۱ جون ۹۷ کو بلاوا آگیا اور خدا کے حضور حاضر ہو گئیں۔

مرحومہ کے تین بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔ ایک بیٹا غیر شادی شدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دُعا ہے کہ وہ مرحومہ کو اپنی رحمت کی وسیع چادر میں لپیٹ لے اور بلند درجات قرب سے نوازے اور ہم سب افراد کنبہ اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیشہ اپنی رضا کی راہوں پر چلتے رہنے کی توفیق دیتا رہے۔
(عبدالحکیم وانی آسنور کشمیر)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْهُمْ تَسْحِيْقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO - R.N 61/57

FAX - 01872 -20105

☎ 01872- 20757

THE WEEKLY BADR QADIAN 143516

DISTT - GURDASPUR, PUNJAB (INDIA).

VOL - 46 | THURSDAY, JULY 3, 1997 | ISSUE NO - 27

ہومیو پیتھی طریق علاج کے متعلّق آسان اور مُفید معلومات

ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر بیان فرمودہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد امام جماعت احمدیہ عالمگیر کے

ہومیو پیتھی اسباق سے مرتّبہ کتاب "ہومیوپیتھی یعنی علاج بالمثل" سے سلسلہ وار۔

(قسط نمبر 34)

ہیپر سلفیورس کلکیریم

HEPAR SULPHURIS CALCAREUM

(Calcium Sulphide)

ہیپر سلف کیلشیم سلفائیڈ ہے جسے ڈاکٹر ہانیمن نے خاص قسم کی مچھلی Oyster کے خول سے تیار کیا تھا اور اس پر مختلف قسم کے تجربے بھی کئے تھے۔ یہ دوا کلکیریا کارب اور سلفر کی مرکب ہے اور اس میں ان دونوں کی بعض خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ لیکن ہومیو پیتھی دوا کے طور پر اس کے اثرات بالکل مختلف رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں۔ کیلشیم سلفائیڈ کو خارش، وجع المفاصل، گنٹھیا، دق کی سوزش وغیرہ میں بیرونی طور پر استعمال کیا جاتا تھا اس کے علاوہ دمہ، پھیپھڑوں کی سل میں بھی مفید ثابت ہوتی ہے۔

ہیپر سلف بہت مفید اور روزمرہ کام آنے والی دوا ہے۔ سلیشیا کے ساتھ اس کا بہت گہرا تعلق ہے جہاں سلیشیا اثر دکھانا چھوڑ دے وہاں ہیپر سلف مفید ہوتی ہے روزمرہ کی عام چھوت کی بیماریوں میں ہیپر سلف بہت اچھا کام کرتی ہے اگر کسی خاص احتیاط کی وجہ سے سلیشیا استعمال نہ کروائی جاسکے وہاں ہیپر سلف بغیر کسی خوف و خطر کے دی جاسکتی ہے۔ ہیپر سلف مرکری اور سلیشیا کے درمیان مددگار دوا کے طور پر کام کرتی ہے مرکری کے بعد براہ راست سلیشیا دینا مناسب نہیں ہے کیونکہ اس سے کئی قسم کے نقصانات پہنچنے کا احتمال ہوتا ہے۔ مرکری کے بعد سلیشیا دینے سے پہلے ہیپر سلف کی ایک خوراک ضروری ہے اسی طرح اگر سلیشیا کے بعد مرکری دینا ہو تو ہیپر سلف درمیان میں داخل کردیں۔ ہیپر سلف روزمرہ کے گلے کی خرابیوں میں مفید دوا ہے، گلے میں بلغم چپک جائے تو اسے باہر نکالنا بہت مشکل ہوتا ہے جہاں کھانسی کے باوجود بلغم کو اکھیڑنا دشوار ہو وہاں ہیپر سلف بہت نمایاں کام کرتی ہے۔ ہیپر سلف میں عموماً کھانسی صبح کے وقت زیادہ ہوتی ہے اور سردی سے کھانسی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

اس کی ایک اور علامت یہ ہے کہ گلے میں پھانس کا احساس ہوتا ہے جیسے کوئی چیز پھنسی ہوئی ہو۔ کوشش کے باوجود بھی یہ پھانس نکلتی نہیں۔ اگر واقعتاً کوئی چیز پھنسی ہوئی ہو تو ہیپر سلف کے بجائے سلیشیا سے نکلتی ہے اور اس میں سلیشیا لاجواب دوا ہے۔ خدا کے فضل سے بہت جلد اور یقینی کام کرتی ہے کوئی چیز اندر کہیں پھنس گئی ہو تو سلیشیا اسے نکال باہر کرتی ہے۔ اگر انفکشن وغیرہ میں سلیشیا کام نہ کرے اور مرکری کی علامات پیدا ہو جائیں تو مرکری دینے سے پہلے ہیپر سلف دیں۔ اکثر صورتوں میں ہیپر سلف خود ہی اس کا متبادل بن جاتا ہے ورنہ پھر مرکری دیں۔

ہیپر سلف کا مریض ضرورت سے زیادہ حساس ہوتا ہے۔ اردگرد کے ماحول اور درد کو نمایاں طور پر محسوس کرتا ہے۔ اس کے مزاج میں تندی و تیزی اور غصہ پایا جاتا ہے وہ خواہ کتنا ہی رحمدل ہو لیکن بیماری کے دوران ایک دم خواہش کرتا ہے کہ اپنے قریبی دوست کو بھی قتل کردے۔ میرے علم میں آج تک کبھی اس قسم کا رحجان رکھنے والا مریض نہیں آیا۔ ذہنی مریضوں میں تو ایسا ممکن ہے لیکن یہ عام مریضوں کی علامت بتائی جاتی ہے کہ ذرا مزاج کے خلاف بات ہو تو مد مقابل شخص کو قتل کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔

غدودوں کا سخت ہونا اور سوج جانا بہت سی دواؤں میں پایا جاتا ہے۔ ہیپر سلف میں بھی یہ علامت پائی جاتی ہے۔ اگر یہ سختی اور سوزش مستقل ٹھہر جائے تو اس کا علاج اور دواؤں سے کیا جاتا ہے لیکن اگر ان کے اندر پیپ پیدا ہونے لگے تو اس صورت میں ہیپر سلف علاج ہے اس میں کلکیریا سلف بھی بہت اچھی دوا ہے۔ بچوں میں عموماً ناخن کھانے کی عادت ہوتی ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ ناخنوں کے کناروں پر گوشت اکھڑنے لگتا ہے اور بے چینی پیدا کرتا ہے اور اگر ذرا بھی ہاتھ لگ جائے تو بہت تکلیف ہوتی ہے۔ بچہ اس گوشت کو چبانے لگتا ہے اور آہستہ آہستہ دانتوں سے نوچتا ہے پھر چسکا پڑ جاتا ہے اور عادت پختہ ہو جاتی ہے۔

بعض دفعہ ناخن میں پیپ پڑ جاتی ہے، پورا ناخن اکھڑ جاتا ہے پھر نیا آ جاتا ہے اس کی مستقل دوا ہیپر سلف ہے۔ اگر ناخن میں سیاہی اور خطرناک گہرا رنگ نمایاں ہو جائے اور ناخن کی شکل بگڑنے لگے اور جلد خراب ہو جائے تو اس میں سب سے پہلے سرائینم دینی چاہیئے۔ اگر آرام نہ آئے تو دوسری دواؤں کے بارے میں سوچیں۔ اینٹی مونیم کروڈ میں بھی ناخن کی خرابی کی علامت پائی جاتی ہے۔ موہکوں کے لئے عموماً تھوجا، کاسٹکیم اور میڈورائینم مفید دوائیں ہیں۔ تھوجا اکیلی کافی نہیں ہوتی، اسے کاسٹکیم کے ساتھ ملا کر دینا چاہیئے بشرطیکہ موہکے باریک اور نرم ہوں۔ لیکن اگر ان میں سختی اور ضد پائی جائے تو میڈورائینم دوا ہے۔ موہکے پھٹ جائیں اور خون بہنے لگے تو ہیپر سلف مفید ہے۔ اگر ان میں لائینیں سی پڑ جائیں، بدشکل اور گوبھی کے پھول کی طرح کھلے کھلے ہوں تو اس کے لئے نائٹرک ایسڈ بہترین دوا ہے۔ اکثر لوگ گھوڑے کی دم کے بال سے موہکوں کو باندھ دیتے ہیں جس سے وہ وقتی طور پر دوران خون بند ہونے سے جھڑ جاتے ہیں لیکن یہ مستقل علاج نہیں ہے، پھر دوبارہ ہو جاتے ہیں۔

بعض بچے نہلانے دھلانے کے باوجود صاف نظر نہیں آتے ان کی جلد میلی میلی سی نظر آتی ہے۔ ہیپر سلف اس کا علاج ہے جس سے جلد صاف ستھری ہو جاتی ہے اور چہرے پر نظر آنے والی میل ختم ہو جاتی ہے۔

نزلے میں ناک اور گلے کے اندر بلغم سا چپکا رہے اور اس وجہ سے چھینکیں آئیں تو ہیپر سلف ہی دینی چاہیئے۔ سردی کی وجہ سے چھینکیں آنا بھی ہیپر سلف کی علامت ہے۔ اگر سرد موسم سے گرم کمرے میں آنے سے چھینکیں شروع ہو جائیں تو اس کی دوا پلسٹیلا ہے۔ اگر گرمی سے سرد ماحول میں داخل ہونے سے چھینکیں آنے لگیں تو سباڈیلا، سلیشیا اور نیٹرم میور کا خیال آنا چاہیئے۔ سوتے ہوئے اگر ہاتھ یا پاؤں لحاف سے باہر آ جائے اور باہر کے ماحول میں ٹھنڈ ہو اور چھینکوں کا سلسلہ شروع ہو جائے تو یہ ہیپر سلف کی خاص علامت ہے۔ ہیپر سلف کا مریض سرد ہوا کا ذرا سا جھونکا بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ شور و غل بھی ناقابل برداشت ہے۔

کان کی تکلیف میں کام آنے والی دوائیں کیمومیلا، پلسٹیلا، بیلاڈونا اور ایلیم سیپا ہیں۔ اگر نزلہ کا زور آنکھوں پر ہو تو یہ یوفریزیا کی علامت ہے اگر کانوں پر اثر ہو تو ایلیم سیپا علاج ہے اور چھینکوں کی شکایت بھی اس سے دور ہوتی ہے۔ ایلیم سیپا عموماً خرابی موسم میں زیادہ اثر دکھاتی ہے اور سباڈیلا بہار کے موسم میں۔ لیکسز کی ایک خوراک بھی بہار کے موسم میں ہونے والی الرجی (Hay Fever) میں مفید ہوتی ہے۔ چھینکوں کے لئے نیٹرم میور بھی اچھی دوا ہے۔ آنکھوں کی بیماریوں سے بھی ہیپر سلف کا تعلق ہے۔ اگر نزلہ کی وجہ سے آنکھ میں سرخی ہو تو یوفریزیا مفید ہے۔ اگر مستقل سرخی آنکھ کا حصہ بن جائے اور اس میں بہت شدت پائی جائے تو خطرہ ہوتا ہے کہ آنکھ ضائع ہی نہ ہو جائے۔ اسے آنکھ کی بواسیر کہتے ہیں۔ اس میں ایسکولس بہت موثر دوا ہے۔ روزمرہ آنکھوں میں پیدا ہونے والی تکلیفوں میں مثلاً پانی بہنے اور آنکھیں چپک جانے کے لئے ہیپر سلف بہت مفید دوا ہے۔

روزمرہ کی کھانسی کے لئے بیلاڈونا، آرسنک، ہیپر سلف اور اپی کاک مفید ہیں۔ اپی کاک اور ہیپر سلف میں یہ امتیاز یاد رکھیں کہ اپی کاک کی بلغم قدرے نرم ہوتی ہے اور بآسانی نکل جاتی ہے اگر بلغم پھنسی ہوئی ہو اور چپکنے والی ہو تو ہیپر سلف مفید ہے۔

پرانی کالی کھانسی میں ڈروسرا چوٹی کی دوا ہے۔ ہیپر سلف بہت گہری دوا ہے۔ اگر اچانک شدید بیماری کا حملہ ہو تو اونچی طاقت میں دینے سے فائدہ ہوتا ہے اور بار بار اونچی طاقت میں دینا بھی نقصان دہ نہیں۔ ایک ہزار طاقت میں ایک دن میں کئی بار دی جاسکتی ہے۔ لیکن جب مرض قابو میں آ جائے تو پھر چھوڑ دیں۔ دوا کی طاقت کے استعمال کے بارے میں باشعور ہونا چاہیئے۔ رفتہ رفتہ تجربہ سے پوٹینسی کے استعمال کا سلیقہ آ جاتا ہے۔ اگر بیماری طویل ہو جائے تو فوری شفا کا حکم نہیں دیا جاسکتا۔ وہاں گہری تبدیلیوں کی ضرورت ہوتی ہے جو فوری طور پر پیدا نہیں ہو سکتیں۔ اگر جسم کا دفاعی نظام کمزور ہو اور اونچی طاقت میں دوا دی جائے تو شدید رد عمل کا خطرہ ہوتا ہے۔

چونکہ ہیپر سلف میں سلفر کا عنصر موجود ہے اس لئے اس کی سلفر سے بھی مشابہت ہے۔ اگر مریض کے پھیپھڑوں میں تپدق کے پرانے داغ ہوں اور دق کے جراثیم چھوٹی چھوٹی گٹھلیوں کی صورت میں پھیپھڑوں میں جگہ بنالیں تو سلفر ان کو ختم کرنے میں مدد دیتی ہے۔ ایسی صورت میں سلیشیا دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ سلفر ان جراثیم کو کمزور کرکے بلغم کے ذریعہ باہر نکال دیتی ہے لیکن ایک بات پیش نظر رکھنی چاہیئے کہ تپدق میں سلفر اونچی طاقت میں نہیں دینی چاہیئے جب تک یہ تسلی نہ کرلی جائے کہ پھیپھڑوں میں شریانوں کے قریب جراثیم کی بڑی بڑی گٹھلیاں موجود نہیں ہیں کیونکہ کیلشیم کے ذرات ان جراثیم کو گھیرے میں لے لیتے ہیں اور ان کے گرد سخت خول سا چڑھا دیتے ہیں اگر ہومیو پیتھک معالج جلد بازی کا مظاہرہ کرتے ہوئے سلفر بہت اونچی طاقت میں دے دے تو عین ممکن ہے کہ یہ خول پھٹ جائیں اور پھیپھڑوں سے خون جاری ہو جائے اور اتنا شدید رد عمل ہو کہ وہ مریض جو ابھی کچھ عرصہ زندہ رہ سکتا تھا دیکھتے ہی دیکھتے ہاتھ سے نکل جائے۔ سل کے مرض میں یہ احتیاط لازم ہے کہ چھوٹی طاقت سے دوا شروع کریں پھر آہستہ آہستہ پوٹینسی بڑھائیں تاکہ جسم رد عمل کے لئے تیار ہو۔

ہیپر سلف پھیپھڑوں، انتڑیوں یا کسی اور جگہ دق کے ظاہر ہونے والے اثرات میں بھی مفید دوا ہے۔ دق کی علامات چاہے جسم کی کسی سطح پر ظاہر ہوں یا اندرونی نظام پر اثر کریں ہیپر سلف کام آتی ہے۔

سلفر میں یہ خاصیت موجود ہے کہ وہ بیرونی چیزیں جو جسم سے تعلق نہیں رکھتیں، برداشت نہیں کرتا اور انہیں باہر نکال دیتا ہے۔ ہیپر سلف میں بھی یہ صفت نمایاں ہے کیونکہ اس میں موجود سلفر کے اثرات کلکیریا کی نسبت زیادہ ہیں۔ اسی وجہ سے اس کی سلیشیا سے بھی مشابہت ہے مگر کلکیریا کی بعض علامتیں ہیپر سلف میں نہیں پائی جاتیں اور ہیپر سلف کی بعض باتیں کلکیریا میں نہیں ہیں۔ کلکیریا میں بذات خود بیرونی چیزیں باہر نکال پھینکنے کا رحجان نہیں ہے۔ سلیشیا اور کلکیریا بنیادی طور پر زمینی پتھر ہی ہیں لیکن ایک پتھر یعنی سلیشیا جسم میں داخل ہو جائے تو جسم اس کے خلاف سخت رد عمل دکھاتا ہے لیکن کیلشیم کے اثر کو جسم آہستہ آہستہ قبول کر لیتا ہے اور وہ اعضاء میں اپنا مقام بنا لیتا ہے اس وجہ سے ان دونوں کے مزاج میں فرق ہے۔ کلکیریا جسم میں مواد کو اکٹھا کرتا ہے اور سلیشیا بیرونی چیزوں کو دھکا دے کر باہر نکال دیتا ہے۔ ہیپر سلف میں کلکیریا اور سلفر دونوں عناصر پائے جاتے ہیں۔ سلفر کا اثر زیادہ غالب ہے اسی لئے اس میں نرمی کی بجائے تیزی پائی جاتی ہے اور سلیشیا سے مشابہہ ہے۔ سلفر دینے کے بعد کلکیریا کارب دینی چاہیئے کیونکہ سلفر کے اثر کے بعد کلکیریا کارب زخموں کو مندمل کرنے میں سلیشیا کی نسبت زیادہ موثر ہے۔

ہیپر سلف جلد پر ظاہر ہونے والے ہر قسم کے زخموں کے لئے مفید ہے۔ زخموں سے پیپ اور خون بہتا ہو متعفن زخم جن کے گرد دانے بن جائیں پکنے والے پھوڑے اور وہ زخم جو مشکل سے مندمل ہوں ہیپر سلف کے دائرے میں آتے ہیں۔ نائٹرک ایسڈ ایسے خطرناک اور پھیلے ہوئے زخموں میں استعمال ہوتی ہے جن کے مونہہ کھل جائیں کنارے موٹے اور کٹے پھٹے ہوں۔ ہیپر سلف اور نائٹرک ایسڈ دونوں اس لحاظ سے ہم مزاج دوائیں ہیں کہ ان میں چھوٹے چھوٹے الگ زخم بھی پائے جاتے ہیں اور گچھوں کی صورت میں بھی۔ یہ دونوں دوائیں انتڑیوں کے السر میں بھی مفید ثابت ہو سکتی ہیں جو ایک طرف سے شروع ہو کر پھیلنے لگتا ہے۔ مرکری سے بھی ان دونوں دواؤں کی مشابہت ہے۔

(باقی صفحہ ۱۱ کالم نمبر ۳-۴ پر ملاحظہ فرمائیں)

داخلہ مدرسۃ المعلمین قادیان

احباب جماعت کی آگاہی کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ یکم ستمبر ۹۷ء کو مدرسۃ المعلمین کا نیا تعلیمی سال شروع ہوگا۔ خواہشمند تندرست نوجوان جو خدمت دین کا جذبہ رکھتے ہوں درج ذیل کوائف ملحوظ رکھ کر محترم امیر صاحب / صدر صاحب جماعت کے توسط سے اپنی درخواستیں مطبوعہ فارم پر دفتر وقف جدید بیرون میں ارسال کریں۔ مطبوعہ فارم امراء کرام اور صدر صاحبان سے حاصل کرسکتے ہیں۔

شرائط داخلہ

۱۔ امیدوار اپنی زندگی سلسلہ احمدیہ کیلئے وقف کرے۔

۲۔ ذہین و تندرست ہو۔

۳۔ کم از کم میٹرک پاس ہو۔

۴۔ قرآن کریم ناظرہ جانتا ہو۔

۵۔ عمر ۲۵ سال سے زائد نہ ہو۔

۶۔ غیر شادی شدہ ہو۔

۷۔ امیدوار اپنے تعلیمی و طبی سرٹیفکیٹ مع دو عدد فوٹو پاسپورٹ سائز ۲۰ / جولائی ۱۹۹۷ء تک دفتر وقف جدید بیرون میں ارسال کرے۔

۸۔ تحریری ٹیسٹ و انٹرویو میں معیار پر اترنے والے امیدوار کو ہی داخلہ دیا جائے گا۔

نوٹ: قادیان آنے کیلئے اخراجات سفر امیدوار کو خود برداشت کرنے ہوں گے۔

۲۔ ٹسٹ و انٹرویو میں فیل ہونے کی صورت میں واپسی سفر کے اخراجات خود کرنے ہوں گے۔

۳۔ امیدوار قادیان آتے وقت موسم کے لحاظ سے گرم سرد کپڑے نیز بستر وغیرہ اپنے ساتھ لے کر آئے۔

۴۔ امیدوار ۱۶۔۱۵ اگست تک قادیان ضرور پہنچے۔

۵۔ مقررہ تاریخ کے بعد کسی امیدوار کی درخواست قابل قبول نہ ہوگی۔

سلیبس

تحریری ٹیسٹ : میٹرک کے معیار کا ہوگا۔

اردو : مضمون، درخواست۔

انٹرویو : اسلامیات احمدیت۔ جنرل نالج اردو پڑھائی۔ قرآن مجید ناظرہ۔

(نگران مدرسۃ المعلمین قادیان)

ڈیزائننگ و کمپوزنگ : کرشن احمد قادیان۔ مصباح الدین قادیان